نوائے افغان جہاد

جلد نمبر1 | یکم ستمبر تا30 ستمبر 2008ء | شمارہ نمبر2

فرمان الٰہی

''نکلو، خواہ ہلکے ہو یا بوجھل، اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو۔ اگر جلد حاصل ہونے والا مال واسباب ہوتا اور ہلکا سا سفر ہوتا تو یہ ضرور آپ کے پیچھے ہو لیتے، مگر ان پر تو دوری بہت کٹھن ہوگئی۔ اب تو یہ قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم میں قوت وطاقت ہوتی تو ہم ضرور آپ کے ساتھ نکلتے، یہ اپنی جانوں کو خود ہی ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ کو ان کے جھوٹا ہونے کا علم ہے''۔ (سورۃ التوبہ ۴۱۔۴۲)

یومِ شوکتِ اسلام

عظیم اور مبارک ماہ رمضان اپنی رحمتوں کے ساتھ ایک مرتبہ پھر ہم پر سایہ فگن ہے اور ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ لپکو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف کہ جس کی وسعت زمین وآسماں سے زیادہ ہے۔ یہ ماہ مبارک امتِ محمدیؐ کے لیے فتح کا مہینہ بھی ہے جس میں قریش مکہ کو بدر میں عبرت ناک شکست ہوئی اور اس مہینے میں ہی مکہ فتح ہوا اور اسی مہینے میں ہی حطین کے مقام پر صلیبیوں کو شکست فاش ہوئی جو مسجد اقصیٰ کی فتح کا مقدمہ بنی۔ ان معرکوں میں مسلمانوں نے اس وقت کی بڑی طاقتوں کو شکست دی اور اللہ کی مدد سے اس کے دین کو غالب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی قوت کو بڑھایا اور مسلمانوں کا خوف ان کے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ حسن اتفاق سے اس سال اس ماہ مبارک کے دوران ہی گیارہ ستمبر 2001ء کے ان مبارک حملوں کو بھی سات سال مکمل ہو رہے ہیں جنہوں نے ایک مرتبہ پھر قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہوئے عالم کفر کے سرخیل امریکہ، اس کی تہذیب اور اس کی ٹیکنالوجی کے ضعف کا حال دنیا پر عیاں کر دیا۔ وہی امریکہ کہ جس کا دعویٰ تھا کہ چیونٹی کی آواز اور زیر زمین ہونے والی حرکات بھی اس کے سیٹلائٹ سے پوشیدہ نہیں۔ اور وہی امریکہ کہ جو اپنی نام نہاد ٹیکنالوجی اور معاشی وعسکری طاقت کے بل پر دنیا کی واحد سپر پاور ہونے کا دعویدار تھا۔ اس کو محض 19 مخلص نوجوانوں نے استطاعت بھر تیاری، میسر اسباب اور اللہ پر توکل کے ذریعے ایسی کاری ضرب لگائی، جس نے بقول شیخ اسامہ حفظہ اللہ ''تاریخ کا دھارا بدل دیا''۔

گیارہ ستمبر کے اس واقعہ نے امریکی قوم کو بری طرح خوفزدہ کر دیا یہاں تک امریکی دانش وروں کو اپنی قوم کو مکمل نفسیاتی موت سے بچانے کے لیے فلسفہ سازش (Conspirary Theory) کا سہارا لینا پڑا اور یہ مفروضہ گھڑ کے امریکی قوم اور دنیا کے سامنے پیش کیا گیا کہ یہ حملے دراصل CIA یا کسی صیہونی تنظیم کی گہری سازش کا شاخسانہ ہیں۔

اس پر طرفہ تماشا یہ کہ ''جمہوری اسلامی تحریکات''، افراد اور ان کے ذرائع ابلاغ، جو کہ اسلام کا ''معذرت خواہانہ'' تصور رکھتے ہیں، نے ان تبصروں اور تجزیوں کو شائع کیا جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ 9/11 کے حملے، مجاہدین کے بس کا روگ نہیں اور یہ کہ مسلمانوں اور امت مسلمہ کے خلاف گہری سازش ہے لیکن ان تبصروں اور تجزیوں کی بنیاد امریکہ اور مغرب کے مراکز دانش (Think Tank) اور دانشور ہی ہیں، یہ کسی مسلمان کی آزادانہ تحقیق نہیں بلکہ کفار کے دیے ہوئے نکات وخطوط پر ہی مکھی پر مکھی مارنے کا کام ''جمہوری مسلمانوں'' نے کیا۔

اڑھائی صدی سے غلامی کی خو میں رچ بس جانے والے نام نہاد مسلم سکالرز، جو اس قدر احساس کمتری کے مارے ہوئے ہیں کہ دنیا کا ہر اہم کام یا واقعہ اُنہیں یہودیوں یا اُن کے آلہ کاروں کی سازش لگتا ہے اور وہ مسلمانوں کو ذہنی، فکری اور عملی کسی طور پر بھی کوئی بڑا کام کرنے کے قابل نہیں پاتے۔ یہ طبقہ فکر زبانی ایمان کے طور پر تو اللہ رب العزت کو قادر مطلق مانتا ہے مگر عملاً دنیا کے تمام تر اسباب واختیارات کا مالک یہودیوں، صیہونیوں اور ان کے آلہ کاروں کو سمجھتا ہے۔

عنوانات

ہم شہداء کے مشن سے غداری نہیں کریں گے ۳

اور اب عافیہ صدیقی............ ۷

طالبان کابل پر قبضے کی تیاریاں کر رہے ہیں ۱۰

اک قافلۂ دربدراں اپنے ہی گھر میں ۱۲

اسلام کے خلاف دہشت گردی کی جنگ ۱۴

امریکی فوجیوں میں خودکشی کی وباء ۱۵

پرویز کے بعد موجودہ حکومت اور امریکہ ۱۶

اک نظر ادھر بھی............! ۱۸

صلیبی جنگ اور آئمۃ الکفر ۲۰

اگست ۲۰۰۸ء: خراسان کے گرم محاذوں سے ۲۲

سیکولر مسلمان جو صلیبی کفر کو نقصان پہنچنا تو درکنار، پریشان ہوتا بھی نہیں دیکھ سکتے، ان کے قلب ونظر کو جلا دینے والے تمام تر سوتے کفری مغرب کے سمندر سے ہی پھوٹتے ہیں اور انہی سے غذا حاصل کر کے وہ تقویت قلب پاتے ہیں گویا کہ جسمانی طور پر وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوں ذہنی وقلبی طور پر وہ اُنہی نجاستوں اور غلاظتوں کے مکین ہوتے ہیں جو مغرب اور اہل مغرب کا ہی خاصہ اور امتیاز ہیں اس طبقے نے بھی 9/11 کو مسلمانوں کی بجائے کسی اور کے ذمے منسوب کیا کہ صاحب مسلمان کہاں شہنشاہِ عالم کا سر کچل کر امن عالم کو خراب کر سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کی پیداوار یہ جعلی دانشور اگر کھلی آنکھوں اور ذہن کے ساتھ حقائق کا مشاہدہ کرتے تو یقیناً نائن الیون کمیشن کی رپورٹ اور انٹرنیٹ پر ہی موجود فلسفہ سازش (Conspirary Theory) کے رد میں شائع کیے گئے سینکڑوں صفحات، جو چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ یہ حملے القاعدہ نے کیے ہیں، کا مطالعہ بھی کرتے اور اگر حق کو سننے اور سمجھنے کی صلاحیت سلب نہ ہو گئی ہوتی تو یہ لوگ یقیناً قائدین جہاد کے ان بیانات پر بھی توجہ دیتے جن میں نہ صرف ان حملوں میں شریک شہدا کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا بلکہ ان کی وصیتیں بھی شائع کی گئی اور ان حملوں کی ذمہ داری بھی قبول کی گئی۔

اللہ کی زمین پر فساد اور بدی کے منبع ومحور امریکہ نے جو جرائم انسانیت کے خلاف کیے ان کا احاطہ یہاں ممکن نہیں لیکن گیارہ ستمبر کے حملوں کے اسباب ومحرکات کو سمجھنے کے لیے امت مسلمہ اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کے جرائم کی طویل فہرست میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

☆ یہ امریکہ ہی تھا جس نے اپنے ناجائز بچے اسرائیل کی گزشتہ چھ دہائیوں سے سیاسی، معاشی اور عسکری سرپرستی کی اور معصوم مسلمانوں کے قتل عام میں براہِ راست شریک رہا۔ ہزاروں فلسطینی مسلمانوں کا خون براہِ راست امریکہ کی گردن پر ہے۔

☆ امریکہ کا ناقابل معافی جرم امت توحید کے قلب، مسلمانوں کے مرکز سرزمین نجد وحجاز میں اپنے ناپاک اڈوں کا قیام اور فوجوں کی تعیناتی ہے۔ جزیرۃ العرب کی فضاؤں اور شاہراؤں پر آج بھی غلیظ امریکی دندناتے پھر رہے ہیں۔

☆ 1990ء کے بعد مسلسل تیرہ سال تک یہ امریکہ ہی تھا جس نے عراق میں وہ ظلم وستم ڈھائے جس کی مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہو گی۔ امریکہ کے اس جبر مسلسل کے نتیجے میں 15 لاکھ مسلمان شہید ہوئے جن میں سے 10 لاکھ صرف وہ بچے ہیں جو اقتصادی ناکہ بندی، دودھ اور ادویہ پر پابندی کے باعث تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

☆ جنوبی لبنان میں اسرائیل نے امریکی سرپرستی میں ہی 17 ہزار مسلمانوں کو 1982ء میں بمباری کر کے شہید کیا۔

☆ 1990 کی دہائی میں امریکی فوج نے ہزاروں صومالی باشندوں کو اپنی سرزمین کی حفاظت کے جرم میں مار ڈالا۔

☆ 1998ء میں امریکہ نے افغانستان اور سوڈان میں کروز میزائل مار کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ خود کو دنیا کا بدمعاش سمجھتا ہے اور جہاں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

گیارہ ستمبر 2001ء کو امت کے 19 باسعادت نوجوانوں کی قربانی نہ صرف امریکہ کے جرائم کی سزا تھی بلکہ دین محمدیؐ کے پیروکاروں اور مسلمانانِ عالم کے لیے بہت سی خوشخبریوں کا پیش خیمہ بھی...... ان حملوں کے بعد شروع ہونے والی ''ہلال وصلیب'' کی جنگ، بہت سے حوالوں سے امت مسلمہ کے لیے فائدہ منداور مبارک ثابت ہوئی مثلاً

☆ امریکہ، مغربی تہذیب اور اس کی نام نہاد ٹیکنالوجی کے بت ریزہ ریزہ ہو گئے۔ عالم کفر کے ضعف کا حال آج ہر ایک پر عیاں ہے کہ وہ نہ تو اپنی سرزمین پر حملوں کو روک سکا اور نہ ہی سات سالوں کی ذلت وخواری کے باوجود قائدین جہاد شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ اور ملا عمر حفظہ اللہ تک رسائی پا سکا۔

☆ مجاہدین، امریکہ اور اس کے حواری صلیبی لشکروں کو ان کی بلوں سے نکال کر اپنے منتخب کردہ میدان جنگ میں لے آئے جہاں وہ اپنے تکبر اور جدید ترین اسلحہ سمیت خاک نشین اہل عزیمت کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہیں۔

☆ امریکی اور یورپی اقوام مسلمانوں سے مرعوب ہو گئیں اور دلی طور پر خائف بھی۔

☆ 9/11 حملوں کے فوراً بعد بھی اور عراق افغانستان کی جنگوں کے نتیجے میں بھی، امریکی معیشت کا جنازہ نکل گیا اور آج امریکہ کی ڈوبتی معیشت اپنے ساتھ عالمی سرمایہ دارانہ نظام کی قبر بھی اپنے ہاتھوں خود کھود رہی ہے۔

☆ امریکہ اور یورپ میں لاکھوں لوگ مسلمان ہوئے، قرآن مجید ریکارڈ تعداد میں شائع ہوئے اور اسلام سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب بن گیا۔

☆ امت کے نوجوان جہاد کی جانب متوجہ ہوئے اور بلاد اسلامیہ جہادی مراکز بن گئے۔ جتنی بڑی تعداد میں امت کے افراد اور جتنی بڑی مقدار میں وسائل جہاد کے لیے پیش کیے گئے اس کی مثال گزشتہ کئی صدیوں میں نہیں ملتی۔

☆ مسلمانوں میں طویل غلامی کے بعد ایک روشنی اور امید کی کرن نظر آئی کہ ہم بھی اللہ کی مدد کے سہارے بڑے سے بڑا کام بھی کر سکتے ہیں اور امت نے ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' کا خواب پھر سے دیکھنا شروع کر دیا۔

☆ ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ گیارہ ستمبر ''یوم تفریق'' ثابت ہوا یعنی ''صلیبیوں کے ساتھ'' یا ''اسلام کے ساتھ'' کی ایک واضح تقسیم پیدا ہوئی جس نے مسلم معاشروں کے حکمران طبقوں اور افواج کا نفاق وارتداد واضح کر دیا۔

الغرض گیارہ ستمبر 2001ء کو ''ہلال وصلیب'' کے جس معرکہ کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ اپنے فیصلہ کن مرحلے کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ہم سب کو اس مرحلے پر اپنی حیثیت کا تعین کرنا ہو گا کہ آیا ہم اللہ کے بندے اور اس کے دین کے انصار ومددگار ہیں یا اپنی خواہشات نفس کے غلام اور صلیبی لشکر کا ہراول دستہ (Front Line)؟

یاد رکھیے اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اور ''غیر جانبداری'' عملاً باطل کا ساتھ دینا ہے لہٰذا آج ہی اپنا فیصلہ خود کیجیے اور آگے بڑھ کر اس جنگ کے اندر اپنے کردار کا تعین کر لیجیے۔ اس سے پیشتر کہ مہلت ختم ہو جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں درست سمت میں رہنمائی نصیب فرمائے اور اپنا وزن طاغوت کے خلاف حق کے پلڑے میں ڈالنے کی سعادت سے نوازے۔ آمین

ہم شہداء کے مشن سے غداری نہیں کرینگے

طالبان کمانڈر ملاعبداللہ جہادی سے گفتگو

انٹرویو پینل: رانا عفان یوسف، محمد فیصل

آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے تادمِ تحریر ربانی وشیطانی قوتیں باہم برسرِ پیکار ہیں، بقول اقبالؒ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تاامروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

بدرواُحد ہوں یا قادسیہ وتبوک، فرات ودجلہ کی وادیاں ہوں یا جبرالٹر وحطین ہرجگہ ''حزب الشیطان'' سے ''حزب اللہ'' نبردآزما ہوتی رہی ہے۔اور کشت وخوں کی یہ معرکہ آرائیاں صبح قیامت تک یونہی جاری رہیں گی اور چراغ مصطفوی ﷺ کے علمبردار خالدؓ وابن وقاصؓ، ابن نصیرؒ وابن قاسمؒ، زنگیؒ وایوبیؒ، غزنویؒ وغوریؒ اور ملاعمروابن لادن کی صورت میں بوجہلان عصر کے خلاف نبردآزما رہیں گے۔اس داستاں عزیمت کے تازہ سزاوار وقت کے نمارده وفراعنہ کے لشکر نیٹو، امریکہ اور اتحادی افواج سے برسرِ پیکار ہونے والے مجاہدین ہیں جواپنے اسلاف کی تاریخ کا عکس نو ہیں۔

ملاعمر کے اس قافلۂ سخت جاں کے ایک صاحبِ عزیمت کی ایمان پرور، بے باک مجاہدانہ گفتگو زیرنظر سطور میں آپ کے ذوق ایمانی کی نظر کی جاتی ہے۔مشرقی افغانستان کے مایہ ناز جرنیل ''ملاعبداللہ جہادی'' کا تازہ انٹرویو۔

سوال: افغانستان میں امریکی فوجیوں کا کس حدتک کنٹرول ہے؟

ملا صاحب: آپ آئے روز ریڈیو اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں کہ صلیبی افواج افغانستان میں کس طرح پھنسی ہوئی ہیں، زمینی سطح پران کا افغان عوام سے کوئی تعلق نہیں، ان کا اگر قبضہ ہے تو فضا میں، آتے ہیں اور گولے داغ کر غائب ہوجاتے ہیں، یہاں ارگون کے علاقے میں نیٹو اور امریکیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے وہ ۱۵ کلومیٹر کے علاقے تک محدود ہیں، کئی کئی ماہ تک وہ شہروں اور دوردراز دیہاتوں تک ڈرتے نہیں پہنچ پاتے، وہ اسی وقت گشت پر نکلتے ہیں جب انہیں کلیئر ہوجائے کہ فضائیہ کے طیارے ہماری مدد کے لیے ہوا میں گشت کررہے ہیں، کفار کے فوجی جان دینے سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں، ہمیں تو کہیں بھی ان کی آمد کی خبر ہوتو ان کا پیچھا کرنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں، دوسری طرف نیٹو افواج کی کوشش ہے کہ کس طرح طالبان کو مذاکرات کی طرف لائیں اور حکومت میں شریک کریں، ان کی یہ کوشش ضعف اور ناکامی کی واضح دلیل ہے، بہت جلد ان شاء اللہ امت مسلمہ یہ خوشخبری سنے گی کہ افغانستان میں امریکیوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور وہ راہ فرار اختیار کررہے ہیں۔

سوال: عوام طالبان مجاہدین کی کس حدتک امداد کرتی ہے؟

ملا صاحب: افغانستان کی عوام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سمجھ دار عوام ہے، انہیں پتہ ہے کہ طالبان اسلام اور افغانستان کے بقا اور دفاع کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، افغانستان کے عوام ہرسطح پر طالبان مجاہدین سے تعاون کررہے ہیں، افغانستان کے نوے فیصد عوام مکمل طالبان کے حق میں ہیں وہ دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک بار پھر ملاعمر دامت برکاتہم کی حکومت لائے اور ہم اسلامی نظام کی بہاروں سے مستفید ہوں۔

سوال: امریکہ کا افغانستان میں آنے کا کیا مقصد ہے اور امریکی مجاہدین سے خوفزدہ کیوں ہیں؟

ملا صاحب: امریکہ کا افغانستان میں اسلامی نظام امریکی کوایک آنکھ بھی نہیں بھاتا تھا وہ اسلامی نظام کے خاتمے اور اسامہ کو گرفتار کرنے کے بہانے پر افغانستان میں اپنے لاؤلشکر کے ساتھ آگیا، دوسرا امریکہ پوری دنیا پر قبضے اور کنٹرول کا خواہش مند ہے، اس کے لیے وہ جنوبی ایشیاء کے قلب کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے، اگر ہم دنیا پر ایک نظر دوڑائیں تو جان لیں گے کہ امریکہ کا اصل ہدف اسلام ہے، دنیا سے قرآن اور اس کی دعوت کو ختم کرنا ان کا نصب العین ہے، امریکہ اس وقت عالمی کفر کا سرغنہ اور سردار ہے، چنانچہ امت مسلمہ کے خلاف دنیا کے ہرمحاذ پر امریکہ ہی قیادت کررہا ہے، امریکہ مجاہدین سے اس وجہ سے خوف کھاتا ہے کہ مجاہدین؟ اس لیے امریکہ مجاہدین سے خوفزدہ ہے کہ کسی مقام پر بھی ان کو کامیابی مل گئی تو یہ خلافت کا نظام قائم کردینگے۔

سوال: اگر امریکہ افغانستان سے خوار ہوکر نکل جاتا ہے تو کیا پھر افغانستان میں انتخاب ہونگے؟

ملا صاحب: مجاہدین کا مقصد تو جہاد کرنے کے بعد خلافت کا احیاء ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ کافروں کو بھگا کر کافروں کے جمہوری نظام کے لیے انتخاب کروائیں، افغانستان میں کچھ عناصر ہیں جو انتخابات کے قائل ہیں، ہم تو امیر المومنین ملامحمد عمر دامت برکاتہم کے فرمان پر نظر رکھتے ہیں، جو حکم وہ

کرینگے ہم اس پر عمل کریں گے، اور خلافت کے احیاء کے لیے اپنی زندگیوں کو لٹا دیں گے، اگر امریکہ کو یقین ہو جائے کہ یہاں ہمارے جانے کے بعد جمہوری نظام قائم ہوگا تو وہ توکل کی بجائے آج افغانستان چھوڑ جائے، یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ہم شہداء کے مشن سے غداری کریں۔

سوال: افغانستان میں مجاہدین کو کن کن مشکلات کا سامنا ہے؟

ملا صاحب: افغانستان میں مجاہدین اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورے جوش وجذبے اور مضبوط نظریات کے ساتھ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف فرنٹ لائن پر لڑ رہے ہیں جہاد میں مشکلات تو آتی رہتی ہیں، کبھی کوئی ظاہراً جسمانی تکلیف آ گئی اور کبھی اسلحہ کی کمی اور کبھی مالی وسائل بھی کم پڑ جاتے ہیں مگر طالبان مجاہدین ان سب کو اللہ رب العزت کی آزمائش سمجھ کر اس کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ جس وقت مجاہد کی نظر اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو جائے تو دنیا کی کوئی مشکل اس کے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی۔

سوال: کیا حکومت پاکستان کسی بھی صورت میں آپ کے ساتھ تعاون کر رہی ہے؟

ملا صاحب: یہ تو آپ نے انہونی سی بات کر دی ہے وہ تو پہلے امریکہ سے اتنے خوفزدہ ہیں ہمارے ساتھ تعاون کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ ہم آئی ایس آئی سے مدد لے رہے ہیں، ہم صرف ایک ذات سے مدد مانگتے ہیں وہی ہماری حاجات کو پورا کرتا ہے، وہ ذات ہے اللہ وحدہ لاشریک کی ذات مبارکہ۔

سوال: کیا ایران کی حکومت طالبان کی کسی طریقے سے مدد کر رہی ہے؟

ملا صاحب: ایران طالبان کی بالکل مدد نہیں کر رہا، یہ ہمارے کہنے کی بات نہیں بلکہ امریکہ نے اپنی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ ایران کسی طریقے سے بھی طالبان کی افغانستان میں مدد نہیں کر رہا۔

سوال: کیا ملا داد اللہ شہیدؒ اور ملا اختر عثمانی شہیدؒ کی شہادت کے واقعہ کے بعد تحریک طالبان پر کوئی اثر پڑا ہے؟

ملا صاحب: ملا داد اللہ شہیدؒ اور ملا اختر عثمانی شہیدؒ نہایت مخلص اور نڈر مجاہدین میں شمار ہوتے تھے، یہ دونوں راہنما کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے ان کے جانے سے ایک خلا وقتی طور پر ضرور ہوا تھا مگر طالبان اسلامی تحریک میں ایک سے بڑھ کر ایک مجاہد تیار کھڑا ہے، اگر ایک علاقے میں کمانڈر شہید ہوتا ہے تو دوسرا تیار ہوتا ہے اس کی جگہ پوری کرنے کے لیے، ملا داد اللہ شہید اور ملا اختر عثمانی شہیدؒ کی امارت اسلامیہ کے لیے عظیم خدمات ہیں جو ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، اگر یہ دو کمانڈر شہید ہو گئے ہیں تو ہزاروں مجاہدین ان کے خون کی برکت سے نئے جوش اور ولولوں کے ساتھ امریکہ اور کفریہ طاقتوں کے خلاف جہاد کریں گے، ان کمانڈروں کی شہادت سے مجاہدین کے حوصلے پست نہیں ہوئے بلکہ اور بلند ہوئے ہیں، جذبہ جہاد مزید بڑھا ہے، ان کی ہمیشہ مجاہدین کے لیے وہی وصیت ہوتی تھی کہ وہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اخلاص کے ساتھ اس جہاد کو جاری رکھیں اور کبھی بھی مایوسی اور پریشانی کا شکار نہ ہوں، ہم مطمئن ہیں کہ ان شاء اللہ ان کا خون رنگ لائے گا اور ایک دفعہ پھر پورے افغانستان پر امارت اسلامیہ قائم ہوگی، یہ بات مجاہدین کو اچھی طرح اپنے ذہنوں میں بٹھا لینی چاہیے کہ جہاد کی راہ میں ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جیسی جلیل القدر ہستی بھی اس دنیا سے پردہ فرما گئی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء سے رخصت ہو گئے، دنیا میں آنے والے ہر انسان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، زندگی تو دنیا میں آنے والے سب انسان گزار رہے ہیں، خوش نصیب ہے وہ جس نے اپنی زندگی کو اللہ کی راہ میں کھپایا اور شہادت کی موت پائی، ایسی زندگی اور موت اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے قافلے کے تمام ساتھیوں کو نصیب فرمائے، یہ شہادت ہر کسی کے مقدر میں نہیں ہوتی، ملا داد اللہ شہیدؒ اور ملا اختر شہیدؒ ہمارے لیے قابل رشک ہیں۔ جن کو یہ موت نصیب ہوئی۔

سوال: افغانستان میں امریکہ اپنے نئے ایجاد کیے جانے والے میزائلوں کے تجربات کر رہا ہے کیا آپ اس بات کو عالمی میڈیا پر نہیں لاتے؟

ملا صاحب: امریکہ نے اپنے تمام تجربات مظلوم عوام اور مجاہدین پر ہی کیے ہیں، وہ طرح طرح کے مزائل تجربات کر رہا ہے اور زہریلی اقسام کی گیسیں چھوڑ کر عوام الناس کو قتل کر رہا ہے، جہاں جی چاہتا ہے پہلے وہ بمباری کرتا ہے بعد میں زہریلی گیس کا استعمال کرتا ہے، لیکن اسے دنیا بھر میں پوچھنے والا کوئی نہیں رہا، پوری دنیا کا بڑا میڈیا امریکہ کے کنٹرول میں ہے، بی بی سی، وائس آف امریکہ، ریڈیو جرمنی، چائنہ اردو سروس یہ سب کفریہ چینل ہیں، انہیں مسلمانوں سے سخت عداوت ہے، یہ ہماری خبروں کو نشر نہیں کرتے، پچھلے دنوں میں نے بی بی سی کے نمائندے سے گفتگو کی اور اسے مجاہدین کی کاروائیوں سے آگاہ کیا کہ فلاں مقام پر مجاہدین نے اتنی امریکی گاڑیاں تباہ کیں اور اتنے فوجی مردار کیے لیکن بی بی سی نے یہ خبر نشر نہیں کی، دوسری طرف اگر امریکہ یا اس کے اتحادی جہاز کا پر بھی ہلائیں تو بی بی سی اس کو نشر کرتا ہے، یہ تو تمام کفریہ سروس ہیں ہمیں اپنے مسلمان صحافیوں پر دکھ کا اظہار کرنا پڑتا ہے جب وہ مجاہدین کو ''ہلاک'' کہتے ہیں حالانکہ ہم تو امریکہ کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اور امریکہ کے خلاف لڑنے والے شہداء ہیں، لیکن مسلمان صحافی کافروں کے آلہ کار بنے ہیں اور انہی کی زبان بول رہے ہیں، میری مسلمان صحافیوں سے اپیل ہے کہ وہ افغانستان کے جہاد کو دیکھیں اور مسلمانوں والے نظریات رکھ کر اس جہاد کا تجزیہ کیا کریں ایک دن صحافیوں نے بھی موت پانی ہے اور اللہ تعالیٰ کو حساب دینا ہے۔

سوال: افغانستان میں کس تناسب سے کاروائیاں جاری ہیں اس کے بارے میں بتائیں؟

ملا صاحب: افغانستان کے ہر علاقہ میں الحمدللہ طالبان مجاہدین کفریہ طاقتوں کے خلاف برسرپیکار ہیں اور کارروائیوں کی ترتیب بڑے حضرات طے کرتے ہیں، ہم تو حکم کے منتظر ہوتے ہیں، ایک ایک دن میں کئی کئی مقامات پر بھی کارروائیاں ہوجاتی ہیں، کبھی کئی کئی دن کارروائی نہیں بھی ہوتی ان کی تعداد متعین نہیں، زیادہ تر گوریلا کارروائیاں ہوتی ہیں۔

سوال: کیا روس کوئی مدد وغیرہ کر رہا ہے؟

ملا صاحب: نہیں روس نے ابھی تک کوئی بھی مدد نہیں کی، ہمیں صرف اللہ ہی کافی ہے۔

سوال: کیا افغانستان کے اندر شہادتی حملے جاری ہیں اور یہ کون لوگ کرتے ہیں اور اس کے کیا نتائج مرتب ہو رہے ہیں؟

ملا صاحب: الحمدللہ افغانستان میں امریکہ اور نیٹو افواج کے خلاف شہادتی حملے زور وشور سے جاری ہیں، حملے امریکی افواج کے خلاف بہت ہی مؤثر ہیں، دشمن کے مقابلے میں کم وسائل کے باوجود یہ صرف ان شہادتی حملوں کے اثرات ہیں کہ دشمن کیمپ سے باہر نکلتا ہوا خوفزدہ ہوتا ہے، دشمن کو ہر وقت خواب میں بھی حملہ کرنے والے ہی نظر آتے رہتے ہیں، دشمن کے فوجیوں کو آرام وسکون کے لیے چند لمحے بھی میسر نہیں، ان کے پاس حملوں کا کوئی توڑ نہیں، امریکی اتنے جدید اسلحہ سے لیس ہوتے ہوئے بھی شہادتی حملوں کا کوئی توڑ پیدا نہیں کر سکتے۔

سوال: کیا پالیمنٹ کے ممبران طالبان کے اہداف ہیں؟

ملا صاحب: جو لوگ پارلیمنٹ میں امریکہ کے لگائے ہوئے جمہوری درخت کے نیچے بیٹھ کر سایہ حاصل کر رہے ہیں، وہ بالکل ہمارے اہداف میں شامل ہیں، سب پارلیمانی ارکان کفر کے آلہ کار ہیں اور امریکہ کے مکمل حمایتی اور حمایت یافتہ ہیں، جو لوگ بھی خلافت والے نظام سے خائف ہیں اور جمہوری طاغوتی نظام کو افغانستان میں فروغ دینے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم ان سب کو ہدف بنائیں گے، یہ جب بھی ہمارے ہتھے چڑھے ہم ان کو قتل کریں گے۔

سوال: افغان پارلیمنٹ میں خواتین بھی ہیں اور وہ بھی عوام کی نمائندہ سمجھی جاتی ہیں کیا خواتین بھی آپ کا ہدف ہیں؟

ملا صاحب: اگر یہ خواتین شرعی نظام خلافت میں رکاوٹ بن رہی ہیں اور کفریہ نظام کی مضبوطی میں کردار ادا کر رہی ہیں تو پھر ہم ان کو ضرور قتل کریں گے، جی ہاں! ایسے سبھی مرد وزن کے لیے اللہ کی طرف سے جزاء وفاقاً تیار ہے، ان سب کو ہدف بنانا کہ جو ظالموں کے اس نظام کو مضبوط کرتے ہیں ہماری ترتیب میں ہیں اور ہم یہ قتل اپنی مرضی سے نہیں بلکہ شریعت کے حکم سے کرتے رہیں گے۔

سوال: شریعت بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع کرتی ہے؟

ملا صاحب: جو بوڑھا بچہ یا عورت بھی اللہ کے قوانین کے خلاف کام کرے ان کو ہم ضرور قتل کریں گے امریکی فوج میں بھی تو خواتین کابل اور قندھار کے ائیر بیسوں میں ہمارے خلاف سرگرم ہیں۔

سوال: افغانستان میں مختلف ممالک کی این جی اوز خدمت کے نام پر کام کر رہی ہیں آپ لوگ ان کے کیوں خلاف ہیں؟

ملا صاحب: شاہ عبدالعزیز نے فتاویٰ عزیزیہ میں لکھا ہے کہ جو مدرس ایک اسلامی مدرسے میں تدریس کرتا ہے اور تنخواہ کفار سے لیتا ہے اور اس کی وہ تنخواہ حرام ہے۔ افغانستان میں جو کافر مسجدیں اور سڑکوں کے نام پر کام کر رہے ہیں، وہ عوام میں اپنی محبت بڑھا رہے ہیں اور آنے والے وقت میں اپنے ووٹ بینک کو مضبوط کرتے ہیں اور پھر جب کفار سے محبت ہوجاتی ہے تو آہستہ آہستہ دین سے دوری ہوجاتی ہے، امارت اسلامیہ کے نزدیک مطلوب اصلی اطاعتِ رسول ﷺ اور غلبہ شریعت ہے نہ کہ ترقی۔ اس طرح تو روسی بھی افغانستان کی ترقی کے لیے کام کرتے تھے، مگر ہم نے انہیں ترقی کے نام پر الحاد پھیلانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا، آج ہماری خدمت اور ترقی کے نام پر جو سرکاری وغیر سرکاری این جی اوز کام کر رہی ہیں ان سب کا یہ مقصد مشترک ہے کہ ہمیں اسلامی طرز حیات سے محروم کر دیں اور ہمارے ماحول کو فحاشی اور عریانی سے پراگندہ مغربی معاشرے میں تبدیل کر دیں، یہ این جی اوز کفار کی ثقافتی افواج ہیں، لہٰذا انہیں ہدف بنانا اور اپنی سرزمین سے نکالنا ہمارا فرض ہے، کفار کے ان جاسوسوں کو بہت جلد مسلمان پہچان لیں گے۔

سوال: افغانستان میں کئی صحافیوں کو قتل کیا گیا ہے طالبان اس کی ذمہ داری کو بھی قبول کر لیتے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

ملا صاحب: جو صحافی بھی غلط رپورٹس پیش کر کے امریکہ کو مضبوط کرے گا وہ بھی ان کا براہ راست ایجنٹ ہے، ہم اس کو راہ سے ہٹا دیں گے، اور وہ صحافی نہیں بلکہ امریکی فوج کا باقاعدہ اہلکار ہوتا ہے، صحافی کا کام تو غیر جانبدارانہ رپوٹنگ ہوتا ہے غیر جانبدار رپورٹنگ کرنے والے صحافیوں کو کبھی طالبان نے کچھ نہیں کہا۔

سوال: کیا امریکہ کے آنے اور طالبان کی کابل سے حکومت جانے کے بعد افغان عوام کا معیار زندگی بہتر ہوا ہے؟

ملا صاحب: افغان عوام کا امریکہ کے آنے کے بعد معیار زندگی مزید گر گیا ہے، انسان کا معیار زندگی کسی انسان یا حکومت کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے، ویسے بھی معیار زندگی مغربی نعرہ ہے، امریکہ کے یہاں آنے کے بعد عوام کے حالات پہلے سے بھی ابتر ہو گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ کابل کے لوگ پشاور، کراچی اور لاہور میں مزدوری کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں اور جو باہر ہیں وہ آنا نہیں چاہتے، افغان عوام امریکیوں کو پہچانتے ہیں کہ وہ ان کے دین کے

دشمن ہیں اوران سے کسی قسم کی خیر کی توقع نہیں رکھی جاسکتی، خود امریکی قوم کو بھی یہ بات معلوم ہے طالبان کے دور حکومت میں ڈیزل، پٹرول اور آٹے کی قیمتیں کنٹرول میں تھیں اب ان اشیاء کی قیمتیں امریکہ کے آنے کے بعد اور کٹھ پتلی حامد کرزئی کی حکومت آنے پر مزید بڑھیں اور اشیائے خورد نوش کی قیمتیں بھی آسمان سے باتیں کر رہی ہیں، امریکہ ایک مداری گر ہے اور وہ مداری کر کے دنیا کو معیار کا نعرہ دے رہا ہے ان کی یہ ڈرامہ بازی افغان عوام میں بالکل کامیاب نہیں ہوگی۔

سوال: طالبان دور کی امارت اسلامیہ اور اس حکومت کے دور میں کیا فرق ہے؟

ملا صاحب: طالبان کے دور میں مثالی امن قائم تھا اس دور کے متعلق دشمن بھی تسلیم کرتا تھا کہ طالبان نے ایک مثالی امن قائم کیا تھا امارت اسلامیہ کے قائم ہوتے ہوئے جرائم میں ریکارڈ کمی ہوئی تھی، چوری، ڈکیتی کا نام ونشان تک نہ تھا یہاں کی عوام کے ذہنوں میں آج تک اس نظام کے امن اور خوشحالی کی یادیں تازہ ہیں، جب امیر المومنین ایک فرمان جاری کیا کرتے تھے تو سورج طلوع ہونے سے پہلے پورے افغانستان میں اس فرمان پر ہر عام وخاص عمل کرتا تھا، امارت اسلامیہ کے ہوتے ہوئے رات دن کسی بھی جگہ جاتے ہوئے کوئی ڈر خوف محسوس نہیں ہوتا تھا، آج سرکش اور باغیوں کا افغانستان میں راج ہے اس وقت افغان سرزمین پر امن وخوشحالی اور راحت وسکون جیسی چیزوں کا نام ونشان نہیں ہے، عالمی ذرائع ابلاغ خود اس عظیم فرق اور تبدیلی کو لکھتے اور بیان کرتے ہیں آج جو امن کے علمبردار ہیں وہ خود درجنوں بے گناہ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں، ہر حکومتی اہلکار خود لوگوں کی عزتوں اور اموال کو لوٹتا ہے، افغانی مسلمان یہ سب کچھ بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں اور ایک دفعہ پھر وہ اس جدوجہد میں ہیں کہ اللہ کے نیک بندوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظیم شریعت نافذ ہو، جس کے طفیل ان پر اپنے رب کی رحمتیں نازل ہوں افغانستان کی سرزمین شہداء کے خون سے سیراب ہے اس مبارک زمین پر کفار کے خبیث ہاتھوں سے کبھی امن نہیں آسکتا، افغانستان میں امن ان شاءاللہ ضرور آئے گا مگر مومنین صادقین کے ہاتھوں نہ کہ مرتدین اور کفار کے ہاتھوں امن آئے گا۔ پہلے ایک طالب ایک ضلع کو کنٹرول کر لیتا تھا اب ساٹھ ہزار نیٹو افواج اور دہلی افواج افغان قوم کو امن دینے سے قاصر ہے۔

سوال: میڈیا پر ایک زوردار یلغار تھی کہ طالبان نے خواتین کے تعلیمی ادارے بند کر دیئے تھے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ملا صاحب: شریعت کی حدود میں رہ کر جہاں تک خواتین کی تعلیم کا حکم ہے اس پر تو ہم نے کبھی بھی پابندی نہیں لگائی اور نہ ہی اس کی مخالفت کی ہے امارت اسلامیہ نے صرف ان تعلیمی اداروں کو بند کیا تھا جن میں غیر اسلامی اور مخلوط ماحول تھا یا غیر اسلامی تعلیمی نصاب پڑھایا جاتا تھا، باقی خواتین کے لیے علیحدہ علمی مکتب امارت اسلامیہ میں موجود تھے اور اسی طرح طلباء کے ادارے بھی تھے مگر طاغوتی ذرائع ابلاغ کو وہ ادارے اس لیے نظر نہیں آتے کہ وہ ادارے ان کے کفریہ نظریات کو فروغ نہیں دیتے تھے، ایک اسلامی معاشرہ اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ تعلیمی اداروں سے شیطانی تہذیب کے آثار نہ مٹا دیئے جائیں، الحمدللہ! یہی کچھ ہم نے کیا اور ان شاءاللہ کرتے رہیں گے، ہمارے جہاد کا اصل مقصد کفار کو قتل کرنا نہیں بلکہ تمام فتنوں کو ختم کر کے اللہ کے خالص دین کو نافذ کرتے ہوئے اسلامی معاشرے کا قیام ہے، چاہے اسے مغرب کے حاشیہ نشین قبول کریں یا نہ کریں اور دقیانوسی کہیں۔

سوال: میڈیا پر یہ بات بھی آئی کہ کابل سے طالبان کے انخلاء کے بعد خواتین نے برقعے پھینکے اور ہر طرف دیکھتے ہی دیکھتے فحاشی پھیل گئی یہ کہاں تک حقیقت ہے؟

ملا صاحب: یہ بالکل غلط اور مغربی میڈیا کی مغربی یلغار تھی، یہ بالکل جھوٹ بات ہے افغانستان کے عوام فطری طور پر نہایت باحیاء، اسلام پر جان دینے والے اور کفر سے نفرت کرنے والے ہیں کابل اور دوسرے شہروں میں ایسے مناظر کہیں بھی دیکھنے میں نہ آئے جیسے مغربی میڈیا نے پیش کیے، اکا دکا مقامات پر تو کوئی واقعات ہوئے کہ کسی نوجوان نے داڑھی منڈوا دی مگر مجموعی طور پر اب بھی لوگ طالبان کے دور اور ان کو یاد کر کے روتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں، ہر افغانی اسلام پر جان دینے کو ہر وقت تیار ہے، اب بھی افغانستان میں خواتین ٹوپی برقع اوڑھتی ہیں، فحاشی سے متعلق خبریں یہ سب مغرب کا پروپیگنڈہ تھا۔

سوال: آپ امت مسلمہ اور ھدی للناس کے قارئین کے لیے کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

ملا صاحب: ہر مسلمان اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر پورا پورا عمل کرے، اسلام ایک پورا دین ہے اور اس میں زندگی گزارنے کے تمام طریقے موجود ہیں ان پر عمل کیا جائے تو زندگی سنور سکتی ہے، اس کے بعد جہاد جیسے عظیم فریضے کے ساتھ منسلک رہیں، جس فریضے کو ادا کرنے کے لیے بنفس نفیس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ستائیس مرتبہ میدان جہاد میں گئے اور کفار کے ساتھ لڑائی کی اور مسلمانوں کو بھی بتایا کہ کفار کے ساتھ جنگ قیامت کی صبح تک جاری رہے گی، آج کچھ لوگ جہاد سے بچنے کے لیے خودساختہ بہانے اور تاویلیں بنائے پھر رہے ہیں اور دنیا والوں کو مطمئن کر رہے ہیں مگر کیا کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ خودساختہ دلیلیں پیش کر کے بچ جائیں گے؟ میرے بھائیو! اللہ سے ڈرو اللہ کی منشاء کے مطابق زندگی اختیار کرو۔

(بشکریہ ماہنامہ ھدی للناس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور اب عافیہ صدیقی ....

از قلم:
محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

قوم کی دو بیٹیوں نور اور فاطمہ نے ابوغریب جیل سے دل دوز دہائی دی تھی۔ مجسمہ آزادی والے امریکہ کے چہرے سے نقاب سرکا۔ بڑے خوبصورت پرفریب نعروں اور عزائم کے پیچھے چھپا چنگیز سے تاریک تر اندرون سامنے آیا۔ حساس دل تڑپ اٹھے۔ ایک عراقی نوجوان اٹھا اور امت کی اس شہید بیٹی کے خون اور آبروریزی کا بدلہ لینے کے لیے اس نے عجب انداز اختیار کیا۔

خطیب فاطمہ یعنی بذریعہ شہادت امت کی اس پاکباز بیٹی کا رشتہ اللہ سے مانگا۔ اکیس، بائیس سالہ خوب صورت نوجوان دلہے کی مانند اجلا ستھرا، ہنستا مسکراتا ایک عزم کے ساتھ گھر سے نکلا۔ گاڑی مطلوبہ ساز وسامان سے بھری اور امریکی قافلے سے جاٹکرائی۔ **طیبین یقولون سلٰمٌ علیکم**.... پاکیزہ روح جس کا استقبال سلامتی کے ساتھ فرشتے کرتے ہیں اور جنت میں داخلے کی خوش خبری سناتے ہیں۔ ظلم کے ساتھ پنجہ آزمائی کرنے والا، امت کی بیٹی کا انتقام لے کر حیات ابدی میں قدم رکھ چکا۔

امت کو فدائی حملوں کے جواز کی بحث میں الجھا چھوڑ کر، دانش وروں کو مظلوم بیٹیوں کی آہوں، چیخوں کے بیچ بڑی فلسفیانہ، مفکرانہ رہنمائی فراہم کرتا دیکھ کر ایک خندہ استہزا کے ساتھ کفر کا علاج کر گیا۔ دست جفا کیش توڑ کر انھیں نمونہ عبرت بنا گیا اور ادھر ہم محو تماشائے لب بام اپنی ایک اور بیٹی کی بربادی کی داستان پڑھ رہے ہیں، سن رہے ہیں۔ کفر کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت سے بھی ہم عاری ہو چکے۔ اب ساری میلی آنکھیں، سارے تازہ دم دستے، ساری عسکری قوت، صلاحیت، تمغے، جرأت، بسالت کے ساتھ ستارے لیے، ہم کفر کی چاکری میں، دجال کی لشکری میں اپنی ہی بستیاں تاخت وتاراج کر رہے ہیں۔ ہمارے پاکباز، پرہیزگار بیٹے، بیٹیاں برّی، فضائی حملوں کا نشانہ بن رہی ہیں۔

اگست کے مہینے میں لہلہاتے، لہراتے سبز پرچم تلے...... جس' پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں' کے راگ الاپتے تھے..... ہم امریکی پرچم تلے کب جا کھڑے ہوئے ہمیں خبر بھی نہ ہوئی۔ ہمارے سر پر لہراتے پرچم پر صلیب ہے..... سرخ سرخ لکیریں خونِ مسلم کی ہیں، نوخیز مسلمان کلیوں کا لہو، لہورنگ آنسوؤں میں بھیگی تارتار دامنِ عفت لیے عراقی، افغان اور اب پاکستانی بیٹی کی ردا سے بنا اتحادی افواج کا پرچم۔ اب پوری دنیائے کفر کے ہمراہ، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کمربستہ ہم کھڑے ہیں۔ امریکہ میں اہم سرکاری، خصوصی پروگراموں کا آغاز حلفِ وفاداری کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ امریکی جھنڈے کے سامنے دایاں ہاتھ سینے پر رکھ کر کہا جاتا ہے: ''میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے جھنڈے سے عہدِ وفاداری کرتا ہوں اور اس مملکت سے بھی جس کی یہ پرچم نمائندگی کرتا ہے۔ خدا کے زیرسایہ ایک قوم، ناقابل تقسیم...... آزادی اور انصاف لیے ہوئے..... سب کے لیے''۔

یہ ہمارا ان کہا حلف نو سال سے آسیب بن کر ہمارے ملی وجود کو چاٹ گیا ہے۔ ہمیں اتنی فرصت کہاں کہ ہم یہ دیکھیں کہ جو بیٹی ہم نے بیچی تھی وہ اب کس حال میں ہے، امریکی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل عافیہ وہیں قیام پذیر تھی جب آزادی اور انصاف کا مزا چکھانے کے لیے اسے امریکی لینڈ کروزر نے کراچی سے اغوا کیا۔ تھانے والے ہاتھ ہمارے تھے۔ بردہ فروشی کی قیمت لینے والے [بظاہر] مسلمان تھے۔ یعنی منافق۔ داستان کراچی میں لکھی گئی۔ لیکن یہ تمام کردار شیطان کے زیرسایہ ایک ہی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ **ناقابل تقسیم، کفر اور نفاق کو اللہ نے بھی ہر جگہ اکٹھا ہی بریکٹ کیا ہے۔ انھیں پہچانیے تو یہ وہی ہیں:**

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ o اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ o أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ o

''جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں۔ اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں اصل میں تو ہم تمھارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے محض مذاق کر رہے ہیں۔ اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔ وہ ان کی رسی دراز کیے جاتا ہے اور یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹکتے چلے جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی، مگر یہ سودا ان کے لیے نفع بخش نہیں ہے اور یہ ہرگز صحیح راستے پر نہیں ہیں''۔(البقرہ 16-14)

عافیہ..... وہ تو جامعہ حفصہ سے نہ تھی، ڈنڈا بردار بھی نہ تھی۔ ایم آئی ٹی جیسی عالی شان یونیورسٹی سے فارغ التحصیل تھی۔ حقوق نسواں کے لیے پوری طرح ''کوالیفائی'' کرتی تھی۔ جینڈر جسٹس (Gender Justice) کے نام پر پوری دنیا کے اعصاب پر حقوق نسواں مسلط کرنے والے.... بچوں کے حقوق کے لیے ڈھنڈورا پیٹنے والے اور ان گنت اداروں کے ذریعے اپنے

مشنری عزائم پورے کرنے والے' عافیہ اور اس کے بچوں کے ضمن میں مہر بلب کیوں ہیں؟ ایک کمزور عورت پر کیا مظالم ڈھائے گئے کہ عافیہ کی بہن کے بقول' انھیں اس کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کروانی پڑی ہے اس کا چہرہ بدلا ہوا ہے' بگرام سے فرار ہونیوالے مسلمان قیدیوں کی یہ گواہی کہ ایک تسلسل سے اس کی چیخیں اور آہ وزاری جیل کی دیواروں سے سر پٹخ پٹخ کر انھیں بے قرار کرتی تھی۔ جس کے نتیجے میں مسلمان قیدیوں نے مکمل بھوک ہڑتال کر کے اپنی بے بسی کے ساتھ اپنی بہن کے دکھوں کا مداوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ قیدی تو بگرام جیل کی سلاخیں توڑ کر نکل آئے اور جہاد کی آزاد دنیا میں لوٹ گئے جہاں ایک اللہ کے سوا کسی کی حکمرانی نہیں ہے۔ جہاں تکبیر مسلسل کفر کی نیندیں حرام کرتی ہے۔ جہاں کلمہ طیبہ دل کی گہرائیوں سے ادا ہوتا ہے پیٹ سے نہیں' لیکن باقی امت ابھی قیدی ہے۔ قید کی نوعیت جدا جدا ہے۔ کرسی کی قید' منصب کی قید' کیریئر کی قید' ہوس و حرص کی قید' حتیٰ کہ منبر و محراب کے قیدی بھی ہیں۔ ہم خود اسیر ہیں اپنی بہن کی مدد کو کیونکر پہنچیں۔ محمد بن قاسم چلا گیا' معتصم باللہ کا دور بھی لد گیا اور اب تو حجاج بن یوسف بھی نہ رہا! زخموں سے چور' حواس باختہ ہڈیوں کا پنجر' روندی ہوئی عافیہ اس امت کے بے ضمیر' تہی از ایمان بیتے آٹھ سال کا نوحہ ہے۔ پوری امت اللہ کے حضور مجرم کے کٹہرے میں کھڑی ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مملکت کے دور دراز کونے سے ایک بڑھیا کا رقعہ موصول ہوتا ہے کہ میرے گھر کی دیوار گر گئی ہے اور صحن سے چور مرغیاں چرا کر لے گئے ہیں اور اس پر فوری ایکشن لیا جاتا ہے۔ امیر المومنین اپنا افسر بھیجتے ہیں' جاؤ اور اس کی دیوار بناؤ تاکہ مرغیاں محفوظ رہیں۔ اور اب ہم امیر المومنین کے دور سے نکل کر امیر المنافقین و امیر الفاسقین کے دور میں آ گئے جہاں حکمران اپنی بیٹی اور نواسے بیچ کر دام کھرے کراتا ہے۔ بات صرف پرویز مشرف کی نہیں یہ پیسے اگر بلال مشرف کی جیب کے انگارے بنے ہیں تو وہ بھی مسئلہ نہیں ہے۔ پوری قوم' پوری امت مجرم ہے۔ اعانت جرم کے مجرم ہم سب ہیں۔ پوری امت نے یہ قبول کیا ہے کہ امریکہ' القاعدہ کا لیبل لگا کر جسے چاہے اٹھا لے۔ اس ایک لیبل تلے اس امت کے بہترین بیٹے صحابہؓ جیسے ایمان کے حامل لائق سپوت یا اجتماعی قبروں میں انڈیلے گئے یا گوانتاناموکے شدائد اور مظالم کا لقمہ بنے' وہ جو عافیہ ہی کی طرح امریکہ یورپ کی ''اعلیٰ ترین یونی ورسٹیوں'' کے پڑھے ہوئے تھے اس کے ساتھ وہ قرآن و حدیث پر عبور رکھتے تھے۔ تمام مسلم ممالک کے ہیرے موتی' جہاد افغانستان اول میں افغانستان آئے تھے جس میں علم دین و دنیا کا اعلیٰ ترین امتزاج (جو آج کی دنیائے کفر کے مقابلے میں برابر کی چوٹ تھا)' سالہا سال کی تربیت سے مہیا ہوا تھا۔ مسلم دنیا کے بونے دانش وروں نے کفر کی آواز میں آواز ملا کر القاعدہ' القاعدہ کا راگ الاپا۔ انھیں سیاہ پینٹ کرنے' سی آئی اے کا ایجنٹ قرار دینے میں دن رات ایک کیے۔ عافیہ پر بھی یہی لیبل لگا کر اسے بیچا گیا تو کیا یہ دانش ور نہ جانتے تھے کہ یہ مسلمان بیٹی ہے۔ اس کے معصوم پھول سے بچے ہیں۔ ہم پیشہ ورانہ انداز میں جلی مسجد اور سوختہ لاشوں پر سیاست کرنے اور اب اجڑی بکھری عافیہ پر بیان داغنے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے کیوں نہ ایک ایک بیٹے کا حساب مانگا۔ ہم نے کیوں نہ عافیہ کے لیے اول دن جلوس نکالے دہائی مچائی' القاعدہ کے لیبل نے ہو کا عالم طاری کیے رکھا۔ ہر ایک نے گویا یہی کہا.......

کجا القاعدہ میں' قاعدے کا بھی نہیں مسلم
مجھے للہ جینے دو کہ میں لبرل مسلمان ہوں

بڑی بڑی دینی جماعتوں نے بھی القاعدہ کے خلاف بیانات دے کر اپنی براءت کا اظہار ضروری سمجھا۔ عافیہ پر بھی چپ اسی لیے لگ گئی کہ بولے تو القاعدہ ہو جائے گی۔ یاد رکھیے یہی لیبل کل خانہ کعبہ پر بھی لگے گا۔ بلکہ بارک اوباما یہ کہہ بھی چکا۔

پرانے بیانات اٹھا کر دیکھیے یہ سگِ امریکہ' مسجد الحرام پر ایٹم بم گرا کر تمام مسائل کا حل بیان کر رہا تھا۔ قدم بہ قدم آگے بڑھتے فتنہ دجال کے تناظر میں ذرا اسرائیلی پارلیمنٹ میں لگا گریٹر اسرائیل کا نقشہ اور اس میں موجود مکہ و مدینہ کے اہداف دیکھیے۔ آج دہشت گردی اور القاعدہ کی امریکی لغت اختیار کی ہے۔ کل کو انھی ہتھیاروں سے وہ حرم پر چڑھ دوڑے گا تو تمغہ جرأت و بسالت لیے ہم اس کا حصہ بھی بن جائیں گے؟ کعبے کی بیٹیاں ہم نے شہید کیں۔ حرم کی بیٹی ہم نے بیچی۔ قرآن ہم نے جلائے۔ اپنے ہی قبائل پر بری فضائی جنگ ہم کر رہے ہیں۔ اب اس راکھ کے ڈھیر میں بچا ہی کیا ہے۔

لیکن شاید بہن اور بیٹی کی عزت ہی وہ چیز ہے جو ٹھنڈے خون میں بھی ابال پیدا کر دیتی ہے۔ مغرب کیا جانے بہن کیا ہوتی ہے؟ عصمت و عفت کیا چیز ہے؟ غیرت کس بلا کا نام ہے؟ عزت پر عورت اپنی جان کنویں میں کود کر دے ڈالتی ہے۔ (فتویٰ بھی نہیں مانگتی) باپ بھائی اس خوف کے مارے پہلے ہی گولی مار دیتے ہیں۔ مسلم معاشرے کی یہ قیمتی ترین متاع ہے۔ اٹھو میرے بیٹو! یہ وقت کیریئر بنانے' دنیا کمانے کا نہیں ہے۔ جب بات گھر بار لٹنے سے آگے نکل جائے اور بہنوں' بیٹیوں کے دامانِ عفت تک بات آ پہنچے تو تمھیں پھر بھی زندگی عزیز تر ہو؟ اب بھی نہ اٹھے تو سنو اللہ کیا کہہ رہا ہے۔

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

''کہہ دیجیے کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارے عزیز و اقارب اور تمھارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمھاری تجارت جس کے ماند پڑ جانے کا تمھیں

خوف ہے اور تمھارے گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمھارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا''۔(التوبہ 24)

اور یہ کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلاَّ قَلِيلٌ o إِلاَّ تَنفِرُواْ يُعَذِّبْكُمْ عَذَاباً أَلِيماً وَيَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَيْرَكُمْ وَلاَ تَضُرُّوهُ شَيْئاً وَاللّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ o

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تمھیں کیا ہو گیا کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا؟ [ایسا ہے تو تمھیں معلوم ہو کہ] دنیوی زندگی کا یہ سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا۔ تم نہ اٹھو گے تو اللہ تمھیں دردناک سزا دے گا۔ اور تمھاری جگہ کسی اور گروہ کو اٹھائے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''۔

حکمرانوں کا انتظار بے سود ہے۔ جہاں میڈم شمیم اور مساج والیوں کی خاطر جامعہ حفصہ جلا ڈالی جائے۔ نظریں چرانے کی کوئی صورت باقی نہیں۔ فرض چہار جانب سے پکار رہا ہے۔ کفر کی فوجیں سرحدوں پر کھڑی ہیں۔ فرض عین ہونے میں کون سا شبہ باقی ہے۔ کیا اسے وہ حکمران جاری کریں گے جن کی عملی زندگی کی گواہی یہ ہے کہ نہ نماز فرض عین ہے نہ روزہ اور نہ شراب حرام ہے نہ زنا۔ ان سے فتوے کا انتظار ہے؟ ادھر زخم زخم حواس باختہ عافیہ کی پکار ہے۔

ہر دور کی طرح یہ دور بھی بہت جلد گزر کر تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔ ہم فرد عمل لیے اپنی منزل پانے رب کے حضور پیش ہوں گے۔ قرآن کی آنکھ سے دیکھئے تو مناظر بہت واضح ہیں۔ اللہ کی راہ کا ایک ایک کانٹا' ایک ایک زخم' ہر انگارہ ابدی راحتوں سے بدل دیا جائے گا۔ اللہ استقامتوں سے بھر دے۔ عافیہ بیٹی کا ایک ایک بدلہ اللہ گن گن کر دے گا۔ ہمیں تو اپنی فکر کرنا ہے۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلاً o إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالاً وَجَحِيماً o وَطَعَاماً ذَا غُصَّةٍ وَعَذَاباً أَلِيماً o

ان جھٹلانے والے خوش حال لوگوں سے نمٹنے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور انھیں ذرا کچھ دیر اسی حالت پر رہنے دو۔ ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب (المزمل 13-11)

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ o

''جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم و ستم توڑا اور پھر اس سے تائب نہ ہوئے یقیناً ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے''۔(البروج۔15)

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْداً o وَأَكِيدُ كَيْداً o فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْداً o

''یہ لوگ کچھ چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔ پس چھوڑ دو ان کافروں کو اک ذرا کی ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو''۔(الطارق 17-15)

اللہ کے وعدے سچے ہیں لیکن کفر سے نمٹنا ہمارے ذمے ہے۔ دنیا میں باذن اللہ ہم نمٹیں گے۔ آخرت میں اللہ نمٹے گا۔ ہم سے بھی اپنے وعدے پورے کرے گا اور اس سے بھی۔ ہمیں اس کی ابابیلیں ہیں۔ ہم ہی اس کی چوکھٹ پر اپنے اسماعیلؑ قربان کریں گے۔ حج عمرے کرنے آسان۔ اس کے دیے ہوئے اسباق پر پورا اترنا مشکل۔ **ابراہیم حنیف بن کر دکھاؤ۔ اپنا اسماعیلؑ پیش کر دو۔ کہو لبیک اللھم لبیک۔ تم شیطان بزرگ پر کنکر تو برساؤ۔ اس میں اثر ڈالنا اس کا کام ہے۔**

وما رميت اذ رميت۔ ''اور تم نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا'' کی کہانی پھر تازہ ہوگی۔ وگرنہ ایک مشرف گیا' دوسرا رحمٰن ملک آئے گا۔ غلامی کی گاڑی ایک جگہ کھڑی گھوں گھوں کرتی رہے گی۔ چولہے پر پانی میں کنکر ابلتے رہیں گے!

امت کا بہترین حصہ سلگ رہا ہے اور اس کا بدترین حصہ کرسیوں پر براجمان داد عیش دے رہا ہے۔ جوان ڈگریوں' گریڈوں اور حسیناؤں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ پڑھا لکھا طبقہ جو کچھ دین کی شد بد بھی رکھتا ہے نیچے درون نیمے بروں کیفیت لیے 9/11 کے احساس جرم اور فدائی حملوں کے جواز میں الجھا بکھرا بیٹھا ہے۔

جماعت اسلامی جیسی ذی ہوش' سیاسی سوجھ بوجھ والی جماعت کارکنان کے عظیم سرمائے کو لیے بھونچکی سی بیٹھی ہے۔ **ختم نبوت پر جان نچھاور کر دینے والے بانی جماعت کے ورثا آج جب دین جھنجھوڑا جا رہا ہے۔ امت پر چرکے لگ رہے ہیں۔ پاکستان کا وجود لرز رہا ہے۔ ایسے میں کوئی موثر کردار ادا کرنے سے عاری کیوں ہیں؟ شاید امت کے غموں کا مداوا آج وہ بوریہ نشین نوجوان ہی کریں گے جو روکھی سوکھی کھا کر اصحاف صفہ کی مانند علم دین ہی کو متاع زندگی بنائے بیٹھے ہیں۔** اس لیے کہ ہم تو وہ لوگ ہیں کہ جن کا نوحہ یہ ہے:

تمھارے رستوں میں ایک عرصے سے
راحتوں اور سہولتوں نے
گھنے اندھیروں کا روپ دھارا
سہولتوں کا غبار جس نے
تمھارے رستے چھپا دیے ہیں
وفا کے تارے بجھا دیے ہیں

(بشکریہ: روزنامہ نوائے وقت)

نام نہاد عالمی میڈیا بھی چیخ پڑا

رپورٹ: صفی علی اعظمی

افغانستان کے یوم آزادی پر کابل کسی فوجی چھاؤنی کا منظر پیش کر رہا تھا۔ عالمی میڈیا کے مطابق یہاں چپے چپے پر فوجی اور پولیس اہلکاروں کو طالبان کی جانب سے کسی بھی غیر متوقع یا متوقع حملے سے نمٹنے کے لیے تعینات کیا گیا تھا لیکن عالمی مبصرین کی توجہ اور توقع کے عین برعکس اس بار طالبان نے کابل کے اندر حملہ کرنے کے بجائے کابل کے باہر اتحادی اور بالخصوص امریکی اور فرانسیسی فوجی اہلکاروں کو نشانہ بنایا، برطانوی، امریکی اور فرانسیسی میڈیا کا اس حوالے سے اپنی رپورٹس میں کہنا تھا کہ طالبان نے اس بار کیے گئے نئے قسم کے حملوں میں فرانسیسی پیراٹروپرز یا چھاتہ برداروں کو نشانہ بنایا اور اسی دوران رات گئے کیے جانے والے ایک الگ حملے میں امریکی افواج کے کیمپ سیلیرینا کو بھی چھ خودکش حملہ آوروں کی جانب سے سلامی دی گئی، امریکی حکام کا کہنا تھا کہ جس طرح امریکی اور فرانسیسی اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی گئی تھی اگر وہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ مکمل کی جاتی تو اس سے ہونے والا نقصان کہیں زائد ہوتا، لیکن خوش قسمتی سے دونوں جگہوں پر طالبان کے حملے اپنی آخر حدوں تک پہنچنے اور شدت اختیار کرنے میں ناکام رہے جس سے اتحادی افواج کا نقصان کم سے کم ہوا۔

امریکی خبر رساں ادارے وائس آف امریکا، نے پینٹا گون میں موجود صحافی ال پیسن Al-Pessin کے حوالے سے لکھا ہے کہ خود پینٹا گون نے تسلیم کیا ہے کہ طالبان کی جانب سے کیے جانے والے حملوں سے ان کی جنگی مہارت اور اسٹریٹیجی کا پتا چلتا ہے جس میں کم وبیش دس فرانسیسی چھاتہ بردار کمانڈوز ہلاک اور 22 کے لگ بھگ زخمی ہوئے ہیں، بعض ذرائع کا کہنا تھا کہ زخمی اہلکاروں میں سے اکثر کو شدید زخم آئے ہیں اور وہ مستقل طور پر معذور ہوئے ہیں، جن میں سے بعض کو ان کی حساس حالت کے باعث فرانس منتقل کر دیا گیا ہے، جبکہ دوسری جانب فرانسیسی صدر نکولس سرکوزی فوری طور پر رات بھر کے سفر کے بعد افغانستان پہنچ چکے ہیں اور وہ فرانسیسی افواج کا مورال بلند کرنے کے لیے کابل میں موجود رہا اور انہوں نے کابل میں طالبان کے حملے میں زخمی فوجیوں کی عیادت بھی کی۔ واضح رہے کہ فرانسیسی کمانڈوز پر کیا جانے والا حملہ کابل سے قریب تیس کلومیٹر دور سروبی کے قریب کیا گیا تھا، پینٹا گون ذرائع کا کہنا تھا کہ یہ حملہ انتہائی مشکل اور پیچیدہ تھا جس میں طالبان کی جانب سے مختلف اقسام کے ہتھیار استعمال کیے گئے تھے۔ لیکن یہ حملہ فرانسیسی اور امریکی فضائی طاقت کے استعمال کے بعد پسپا کر دیا گیا۔

دوسری جانب کینیڈین صحافتی ذرائع نے اس خطرناک اور ہولناک ترین حملے کی طاقت کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ کابل کے نواح میں کیے جانے والے خوفناک حملے سے ظاہر ہوتا ہے کہ طالبان اس قدر طاقت ور ہو چکے ہیں کہ اب ان کی نگاہ میں کابل کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے کہ وہ وہاں کب اور کس وقت حملہ کریں۔ کینیڈین اخبارات کا کہنا تھا کہ طالبان کے بڑھتے قدموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جب چاہیں گے کابل پر قبضہ کرلیں گے۔ کینیڈا ڈاٹ کام اور دی گلوب اینڈ کا اپنی اپنی رپورٹس میں کہنا تھا کہ طالبان نے اپنی توجہ کابل کی جانب مبذول کر لی ہے۔ کینیڈین اخبارات کا موقف تھا کہ ابھی ایک ہفتے پہلے ہی طالبان نے کابل سے پچاس کلومیٹر دور تین امدادی غیر ملکی کارکنوں کو ان کے ڈرائیور کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اب انہوں نے دس فرانسیسی چھاتہ بردار کمانڈوز کو ہلاک اور 22 کو زخمی کر دیا، کینیڈا ڈاٹ کام سے بات چیت میں افغانستان کے معروف تاریخ دان اور محقق پروفیسر حبیب اللہ رفیع کا کہنا تھا کہ حالیہ دنوں میں طالبان کی جانب سے کیے گئے حملوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اب کابل پر قبضے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس حوالے سے انہوں نے اپنی نئی حکمت عملی ترتیب دی ہے جس کے تحت انہوں نے کابل قندھار شاہراہ کو اپنا نشانہ بنایا ہوا ہے اور کسی وقت انتہائی موثر اور محفوظ قرار دی جانے والی قندھار، کابل شاہراہ اب انتہائی غیر محفوظ بتائی جاتی ہے، جس پر شام ہوتے ہی طالبان کا مکمل راج ہوتا ہے۔ پروفیسر حبیب اللہ کا کہنا تھا کہ طالبان ایک ایک قدم بڑھا کر کابل کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں اور کامیابی کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں۔

کینیڈین اخبار سے بات چیت میں کابل کے ایک اور معروف تجزیہ نگار اور صحافی ہارون میر کا کہنا تھا کہ طالبان کی جانب سے کابل کے آہستہ آہستہ قریب آنے کی کوشش سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ کابل پر اچانک حملہ کریں گے، ہارون میر کا استدلال تھا کہ طالبان کی یہ وہی حکمت عملی ہے جو اس سے پہلے افغان مجاہدین نے روس کے خلاف 1980ء میں استعمال کی تھی اور کابل کے قریب آکر انہوں نے روس کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور پر مجبور کر دیا تھا۔ 'افغانستان سینٹر فار ریسرچ اینڈ پالیسی اسٹڈیز' سے منسلک تجزیہ نگار ہارون میر نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے افغان مجاہدین کی جانب سے روسی افواج کے

خلاف تکنیک کا عملی مشاہدہ کیا ہے جو جانتے ہیں کہ پہلے مجاہدین نے کابل کے اطراف اہم علاقوں اور اسٹریٹجک محاذوں پر قبضہ کیا تھا اور کابل کو اپنے مکمل گھیرے میں لے کر خوفناک کارروائیاں کی تھیں جس کے بعد روسی افواج کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا کہ وہ شکست قبول کر لے۔ ہارون میر نے دعویٰ کیا ہے کہ طالبان کی جانب سے آج وہی اسٹریٹیجی اپنائی جا رہی ہے، ان کا کہنا تھا کہ آپ خود ملاحظہ کیجیے کہ آج طالبان نے کابل آنے والے اہم راستوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ مرکزی شاہراہوں پر حملے کر کے دباؤ بڑھا رہے ہیں۔ ہارون میر نے کہا کہ طالبان ایسی شاہراہوں پر بھی دباؤ بڑھا رہے ہیں جہاں سے امریکی اور اتحادی افواج کے لیے تیل کی سپلائی آتی ہے۔ کینیڈین اخبارات نے یاد دلائی ہے کہ ابھی اسی اتوار کو طالبان نے قندھار، کابل شاہراہ پر حملہ کر کے ایک ایسے کانوائے پر حملہ کیا تھا، جس کی حفاظت امریکی پرائیویٹ گارڈز کر رہے تھے، طالبان کے اس حملے میں نو پرائیویٹ گارڈز ہلاک اور اتنے ہی شدید زخمی ہوئے تھے، شمالی افغانستان میں امریکی اور عالمی معاونت سے کام کرنے والی تھنک ٹینک Senlis Council کی ایک تازہ ترین رپورٹ میں طالبان کے حملوں اور اس کی نوعیت کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ طالبان کی جانب سے استعمال کی جانے والی اسٹریٹیجی کا مقصد بتدریج کابل پر قبضہ کرنا ہے۔ افغان تھنک ٹینک Senlis council کا کہنا تھا کہ اس کے جائزے اور تحقیق کے مطابق اس وقت طالبان اور ان کے اتحادیوں کی جانب سے افغانستان کے 54% فیصد علاقوں پر قبضہ کیا جا چکا ہے اور یہ وہ رقبہ ہے جو طالبان اور ان کے اتحادیوں کی مستقل آماجگاہ بن چکا ہے جب کہ ایسے علاقوں کو اس رقبے میں شامل نہیں کیا گیا ہے جہاں طالبان کی آمدورفت تو مسلسل رہتی ہے لیکن وہاں مستقل بنیادوں پر نہیں رہتے یا وہاں حملہ کر کے واپس اپنے مضبوط گڑھ میں چلے جاتے ہیں۔ افغان تھنک ٹینک کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت وردگ، قندھار، کاپیسا اور دیگر اہم علاقے طالبان کا گڑھ بن چکے ہیں اور وہاں سے کابل پر قبضے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ کینیڈین اخبارات اور الیکٹرونک میڈیا نے لکھا ہے کہ افغان تھنک ٹینک کی اس رپورٹ پر امریکی اور اتحادی افواج نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا ہے، لیکن اس رپورٹ کا خود افغان صدر حامد کرزئی کی حکومت نے کافی برا منایا ہے اور ان کے ترجمان ہمایوں حامد زادہ نے ایک پریس کانفرنس میں افغان تھنک ٹینک Senlis Council کی اس رپورٹ کو جھوٹ بتایا اور دعویٰ کیا کہ پورے افغانستان پر افغان حکومت کا قبضہ اور کنٹرول ہے۔ ادھر کینیڈا ڈاٹ کام کا کہنا ہے کہ جس وقت افغان صدر حامد کرزئی کے ترجمان تھنک ٹینک کی رپورٹ کو جھوٹ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ افغان حکومت کا افغانستان پر مکمل کنٹرول ہے تو اس وقت کابل سے قریب تیس کلومیٹر دور سروبی میں طالبان جنگجو، فرانسیسی چھاتہ بردار کمانڈوز کو ہلاک کرنے میں مصروف تھے۔ کینیڈین اخبار کا کہنا تھا کہ خود اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں اس خدشے کا اظہار کیا گیا ہے کہ طالبان کی جانب سے کیے جانے والے حملوں اور اپنائی جانے والی اسٹریٹیجی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی خاص منصوبے پر کام کر رہے ہیں۔

ادھر معروف عالمی جریدے ''دی اسکاٹس مین'' نے اپنی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ طالبان کی جانب سے دس فرانسیسی فوجیوں کا قتل اور اس سے دُگنی تعداد کو زخمی کیا جانا ظاہر کرتا ہے کہ افغانستان میں نیٹو اور اتحادی افواج کی اسٹریٹیجی ناکام ہو رہی ہے۔ ''اسکاٹس مین'' کا کہنا تھا کہ کابل سے قریب تیس کلومیٹر دور سروبی کے مقام پر وادی ازبن کے ایک تنگ درے سے گزرنے والے فرانسیسی افواج کے کانوائے کو طالبان جنگجوؤں نے دن دہاڑے نشانہ بنایا اور جب فرانسیسی فوجیوں نے مختلف مقامات پر پوزیشن لے کر طالبان کا مقابلہ کرنا چاہا تو طالبان جنگجوؤں نے کمانڈو ایکشن کر کے ان میں سے چار فوجیوں کو گرفتار کر کے بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا اور موقع پر ہی ہلاک کر دیا۔ فرانسیسی ذرائع کا کہنا تھا ہلاک اور زخمی ہونے والے فوجی، آٹھویں میرین انفنٹری پیراشوٹ رجمنٹ اور سیکنڈ فارن پیراشوٹ رجمنٹ سے تعلق رکھتے تھے، عالمی میڈیا کا فرانسیسی صدر کی جانب سے فوری طور پر افغانستان کے دورے پر کہنا تھا کہ ان کی جانب سے کیا جانے والا دورہ اپنی ساکھ اور ملک میں ممکنہ انتشار کو روکنے سے بچانے کی کوشش کا حصہ ہے۔ ویسے بھی فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے رہنما Francois Hollande اس واقعے پر کافی ناراض ہیں اور انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ فرانسیسی پارلیمنٹ اس واقعے کی مکمل تحقیقات کرائے اور اس حوالے سے ایک کمیشن بنائے جو افغانسان میں فرانسیسی فوجیوں کی ہلاکت کی تحقیق کرے اور افغانستان کی جنگ میں فرانسیسی شمولیت کے مقاصد کا تعین کرے۔ ادھر کینیڈین اخبار ''دی گلوب اینڈ میل'' کا اپنی رپورٹ میں کہنا تھا کہ فرانسیسی صدر سرکوزی کی حکومت کو سیاسی اور سفارتی محاذ پر سبکی کا خدشہ ہے کیونکہ ابھی حال ہی میں سرکوزی نے امریکی صدر سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ افغانستان میں مزید فرانسیسی افواج بھجوائیں گے۔ کینیڈین اخبار کا استدلال تھا کہ سرکوزی کی افغانستان میں آمد خود کو اسی خجالت اور شرمندگی سے بچانے کے لیے ہے، جو عالمی اور ملکی سطح پر انہیں لاحق ہے۔

(بشکریہ روزنامہ امت کراچی)

اک قافلۂ دربدراں اپنے ہی گھر میں

اوریا مقبول جان

(امریکی مفادات کے لیے پاک آرمی کے باجوڑ آپریشن کے پسِ منظر میں لکھی گئی تحریر)

موٹی موٹی شربتی معصوم آنکھوں سے بہتے ہوئے یہ آنسو کسی لکھنے والے کے دل پرنہیں برسے کہ بے تاب ہو جاتا، اسے اپنے چھوٹے چھوٹے بچے یاد آجاتے جو روز اس کی گرم آغوش میں سمٹے اس دکھ، درد اور دربدری سے کوسوں دور ہیں۔ اسے اس معصوم کے آنسو رلا دیتے اور اس کا قلم آتش فشاں بن جاتا۔ یہ ننھی منی چھوٹی سی بچی جس کے پاؤں اپنے گھر سے بھاگتے بھاگتے، کسی پرامن جگہ کی تلاش کرتے پھٹ چکے ہیں، ان سے خون رستا ہے، اسے بالکل خبر نہٰں کہ اس کے ماں باپ کہاں رہ گئے۔ کس میزائل کا نشانہ بنے یا کس گن شپ ہیلی کاپٹر کی تابڑ توڑ گولیاں ان کے جسموں کے پار ہو گئیں، وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ لیکن اس بچی کا خانماں بربادی اور دربدری کسی رفاہی ادارے، کسی این جی او، کسی سیاسی رہنما، کسی شاعر، ادیب، صحافی یا جرنیل کی آنکھ نم نہ کرسکی۔ حیرت میں گم یہ چار لاکھ لوگ اپنے گھروں سے کس خوف ڈر اور ہیبت سے فرار ہو کر ایک بڑے سے میدان میں میرے اللہ کے نیلے آسمان تلے خیموں میں پڑے ہیں۔ وہ جو اپنے آباد مکانوں میں ہنسی خوشی زندگی گزارا کرتے تھے۔ بیٹیاں جو اپنے آنگنوں میں ماؤں کے سامنے اچھلتی کودتی ہنستی مسکراتی دن گزارتیں اور بیٹے گلیوں، محلوں اور کھیتوں کھلیانوں میں مسکراتے، دوڑتے، بھاگتے۔ جن گھروں میں شام ہوتے ہی سارا خاندان اپنی محبتیں سمیٹے اکٹھا ہو جاتا۔ کھیت، باغات، محلوں کی چھوٹی چھوٹی دکانیں جن میں ضروریات زندگی کی ہر چیز میسر، ایک ایسے شہر یا گاؤں کا نقشہ جہاں سکھ نے چھاؤں کر رکھی ہو۔ کس دکھ سے یہ لوگ اپنی اس جنت کو خیرآباد کہتے نکلے ہوں گے۔ یہ تو وہ زمانہ تھا جب پہاڑوں پر برف تھی۔ ننگے پاؤں عورتیں اپنے بچوں کو گود میں اٹھائے ایک سمت رواں دواں تھیں کہ جہاں کوئی بغیر پائلٹ کا جہاز پرواز کرتا ہوا نہ آجائے۔ جہاں شرپسندوں کو غارت کرنے والا کوئی میزائل ان کی زندگی نہ لے لے، جہاں گن شپ ہیلی کاپٹروں کی پروازیں ان کے پیاروں کے جسم چھلنی نہ کردیں۔ بوڑھے، جوان اپنے کاندھوں پر جو کچھ اٹھا سکتے تھے، اٹھائے ہوئے چلے جارہے تھے، ہجرت کرتے ہوئے اپنے گھر سے اپنے ہی وطن میں ہجرت۔ لیکن حیرت سے اپنے آنکھیں مت کھولیے کہ یہ سب کچھ چار سال سے ہو رہا ہے اور ہم سب تماش بین ہیں جو روز ٹیلی ویژن پر اس تماشے کا بلیٹن سنتے ہیں، اخبارات میں دیکھتے ہیں۔ فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑنے کے اعلانات نشر ہوتے ہیں، اتنے دہشت گرد مارے گئے، اتنے شدت پسند قتل ہو گئے، ہم نے آج اس جانب پیش قدمی کی۔ فلاں علاقہ قبضے میں لے لیا، ہم یہ سب سنتے ہیں تھوڑی دیر تبصرہ کرتے ہیں اور پھر میٹھی نیند سو جاتے ہیں۔ ہمارا چار سال تک کبھی اس بات کی طرف دھیان ہی نہیں آیا کہ مرنے والے کون تھے۔ یہ انسان ہی تو تھے جن کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ لیکن ہم کیوں جائیں گے۔ ہم مزے سے ہیں، زندگی کی ہر نعمت سے آراستہ ہمارا گھربار بھی ہے، ہنستے مسکراتے بچے بھی ہیں اور ہماری چھتوں پر کوئی بغیر پائلٹ طیارہ نہیں اڑتا، کوئی میزائل ہمارے گھروں پر رات کے اندھیرے میں نہیں گرتا، گن شپ ہیلی کاپٹر ہم پر تڑاخ گولیاں نہیں برساتا۔ راوی چین لکھتا ہے۔ لیکن میرا دکھ عجیب ہے۔ میرا المیہ یہ ہے کہ جب میں ان لاکھوں ہجرت کرتے بے گھر خاندانوں کو دیکھتا ہوں، ایسی بستی میں پڑے ہوئے جہاں نہ پانی ہے نہ بجلی، جہاں خیرات کا کھانا ملتا ہے، اور اس کی تقسیم کے لیے برتن بھی پورے نہیں۔ جہاں لاوارث بچے اور بیوہ عورتیں بے آسرا اور بے یارومددگار ہیں تو سوچتا ہوں کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں جہاں جنگ چھڑ جاتی ہے، اندرونی فساد برپا ہوتا ہے۔ نسلی منافرت میں لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگتے ہیں، انگولا ہو یا روانڈا، بوسنیا ہو یا کمبوڈیا یا کسی اور خطے میں ایک سفید ہیلی کاپٹر یا جہاز جس پر نیلے رنگ سے یو این لکھا ہوتا ہے۔ وہاں ضرور اترتا ہے، مہاجرین کا ہائی کمیشن پریس کانفرنس کرتا ہے، عالمی برادری کو امداد کے لیے کہتا ہے۔ پھر دنیا بھر کی این جی اوز اپنے لاؤلشکر سمیت وہاں آنکلتی ہے۔ ریڈ کراس کے موبائل ہسپتال، خیمہ بستیوں میں سکول چلانے والی این جی اوز، معذوروں کی مدد کرنے والی تنظیمیں۔ جنگ ہوتی رہے، خانہ جنگی چلتی رہے کہ یہ تو ان کے بس میں نہیں مگر زخمیوں کا علاج، بھوکوں کو کھانا، بے گھروں کو گھر اور زندگی گزارنے کی بنیادی سہولیات تو دی جا سکتی ہیں اور پھر وہ اپنے کام میں مگن ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس سب کے علاوہ اس ظلم اور بربریت پر انسانی حقوق کی تنظیمیں احتجاج کرتی ہیں، رپورٹیں شائع ہوتی ہیں، ان پر ظلم کے خلاف مظاہرے ہوتے ہیں، ڈونرز کے پیسے پر پلنے والی این جی اوز سول سوسائٹی کے نام پر کبھی واک کرتی ہیں، کبھی شمعیں جلاتی ہیں اور کبھی ہاتھوں کی زنجیر۔ وہ سب کچھ ہوتا ہے جس کے لیے امداد میسر آجائے۔ بقیہ صفحہ نمبر ۱۴ پر

اسلام کے خلاف دہشت گردی کی جنگ

رب نواز فاروقی

پرویز کی جگہ نئی ٹرائیکا کیانی، گیلانی اور زرداری کی تعیناتی

امریکہ کے دسترخوان پر تیسری دنیا کے ممالک (چاہے وہ صلیبی اتحادی ہی کیوں نہ ہوں) کی حیثیت کسی گداگر سے زیادہ نہیں ہوتی، کرائے کے فوجی اور اس کے قلی کا مقام تو گویا تیسری دنیا کے ممالک کی معراج ہے۔

امریکیوں کی کوئی تاریخ اور تہذیب تو ہے نہیں چنانچہ ان کی نفسیات نودولتیوں کی نفسیات ہے ہر نو دولیتے کی طرح امریکیوں میں بھی یہ بات رچی بسی ہے کہ ہر شے کو دولت سے خریدا جاسکتا ہے حتیٰ کہ ایمان کو بھی...... اسلیے امریکی کسی سے دوستی نہیں کرتے صرف ''جان پہچان'' رکھتے ہیں۔ بدقسمتی سے عالم اسلام کے اندر سے ہر دور میں ایسے میر جعفر و میر صادق مل جاتے رہے جو رقم کے عوض ایمان سمیت سب کچھ اس کے قدموں پر نثار کرتے رہے جیسا کہ دور پرویزی میں 82 ملین ڈالر ماہانہ شمال مغربی علاقوں میں کارروائی کے لیے وصول کیے جاتے رہے کل وصولی گئی رقم 9 ارب 93 کروڑ ڈالر بنتی ہے اور وہ رقم اس کے علاوہ ہے جو ایک ہزار کے قریب مجاہدین کو فروخت کرنے کے عوض وصول کی گئی۔

بش کا Poodle (پالتو کتا) پرویز بھی بالآخر نظروں سے گر گیا تبھی تو زرداری، نواز شریف بمعہ فضل الرحمٰن کے یکایک مواخذے کا راگ الاپنے لگے اور فوج نے بھی اپنے باس کو بچانے کی بجائے چپ سادھ لی اور گارڈ آف آنرز دے کر آخری رسومات ادا کیں۔ اب نیا چیف کیانی، زرداری اور گیلانی منصبِ پرویزی پر تعینات ہوئے ہیں اسی لیے تو ''انگریزی سے ناآشنا'' دورۂ امریکہ میں سوائے بے عزتی کے اور کچھ نہ حاصل کرنے والا گیلانی بھی Poodle بننے کے شوق میں شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار بننے چلا ہے۔ اس کے صرف دو بیانات ملاحظہ ہوں۔

15 اگست کو اسمبلی کے اجلاس میں شیرپاؤ کے باجوڑ آپریشن سے متعلق سوال کے جواب میں گیلانی نے کہا کہ حکومت کی عملداری ضرور قائم کی جائے گی اور متوازی حکومت کی اجازت بالکل نہیں دی جائے گی ہم نے پالیسی تبدیل کرتے ہوئے کہا تھا کہ پہلے سیاسی مکالمہ ہوگا اور طاقت کا استعمال آخری حربہ ہوگا تاکہ قبائلی اور عسکریت پسندوں کے درمیان فرق واضح ہو جائے یاد رہے کہ گیلانی نے دورۂ امریکہ سے قبل کئی مرتبہ مذاکرات کی بات کی مگر دورۂ امریکہ کے دوران ہی وزیرستان میں میزائل حملوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور فوراً بعد باجوڑ آپریشن کا آغاز ہو گیا جو کہ اس امر کو مترشح کرتا ہے کہ آقاؤں نے نئے احکامات صادر کیے ہیں جن کی تعمیل ہو رہی ہے۔

21 اگست کو اسلام آباد پولیس کی خواتین پولیس افسران کی امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے انسدادِ دہشت گردی پروگرام کی پاسنگ آؤٹ پریڈ سے گیلانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ دفاعی انداز میں نہیں بلکہ جارحانہ انداز میں لڑیں گے یہ کسی اور کی نہیں ہماری اپنی جنگ ہے اور ہمیں بڑا خطرہ بیرونی نہیں اندرونی ہے اس موقع پر امریکی سفیر پیٹرسن نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں شہید ہونے پولیس اور سیکورٹی اہلکاروں کو سلام پیش کیا اور کہا کہ امریکہ پاکستانی سیکورٹی ایجنسیز کی انسداد دہشت گردی پروگرام کے تحت ٹریننگ جاری رکھے گا اس تقریب میں امریکی چمچۂ خاص رحمان ملک بھی شریک تھا۔

نئے صلیبی مہرے کیانی اور زرداری بھی اسی نوعیت کے عزائم کا اظہار کر رہے ہیں اور یہ ثابت کرنے کے لیے کوشاں ہیں کہ یہ ٹرائیکا خطے میں صلیبی مفادات کی سچی محافظ ہوگی جیسا کہ حسین حقانی جس کی شہرت امریکہ کے ذاتی بندے، کی ہے، نے بھی کہا ہے کہ اب جمہوری حکومت کی دہشت گردی کی جنگ میں کارروائیوں سے عوام میں پرویز والا ردعمل نہیں ہوگا۔ یہ بات کسی حد تک ٹھیک بھی محسوس ہو رہی ہے کہ باجوڑ میں صلیبی مفادات کے تحفظ کے لیے فوجی ایک بڑا آپریشن کر رہی ہے مگر پورے ملک میں سانپ سونگھا ہوا ہے جو لوگ ذرا ذرا سی بات پر ہنگامے اور دھرنے بپا کر دیتے تھے وہ 'پرسکون' ہو کر بیٹھے ہیں۔ گویا کہ پرویز کی رخصتی 'غلامیٔ امریکہ' کے نئے دور کا آغاز ہے۔ شیکسپیئر نے کہا تھا ''نام میں کیا رکھا ہے غلام کو کسی نام سے بھی پکارو وہ غلام ہی رہتا ہے۔''

ہے ایک ہی جذبہ کہیں واضح کہیں مبہم
ہے ایک ہی نغمہ کہیں اونچا کہیں مدہم

دنیا میں ہر جگہ امریکہ کا یہی طریقہ کار رہا ہے کہ پہلے کسی مہرے کو استعمال کرتا ہے پھر مطلب پورا ہونے کے بعد اسے ٹشو پیپر کی طرح پھینک دیتا ہے بقول سابق وزیر خارجہ امریکہ ہنری کسنجر کے ''امریکہ کی دشمنی خطرناک ہے مگر دوستی جان لیوا ہے۔'' خود ہمارے ہاں بھی ایوب، یحییٰ، ضیاء اور اب پرویز اور ان کے علاوہ نام نہاد جمہوری سبھی کی داستان کا مرکزی موضوع یہی ہے کہ نوکر بہر طور نوکر ہی ہوتا ہے اور جس طرح برطانوی

بندوبست کے دور سے ہی سرکاری ملازم کو ساٹھ برس کی عمر میں ریٹائر کرنے کی روایت ہے اسی طرح امریکہ بھی اپنے مہرے کے قویٰ مضمحل ہونے کے بعد ریٹائرمنٹ، دے دیتا ہے۔ اسی طرح چہروں کی تبدیلی بھی امریکی طریقہ کار کا اہم حصہ ہے۔ ایک چہرہ جو لوگوں میں نفرت کی علامت بن جاتا ہے اسے فارغ کر کے نئی بھرتی ' کی جاتی ہے اوراس کے پٹ جانے کے بعد پھر کوئی اور سامنے لایا جاتا ہے گویا کہ یہ ایک ''غلامانہ چکر'' ہے جس میں ہر کوئی جمہوری بھی اور فوجی بھی اپنے حصے کا کام کر کے چلا جاتا ہے اور دوسرا اپنا کام شروع کر دیتا ہے اس طریقہ کار کا عملی فائدہ طاغوت کو یہ بھی ہوتا ہے کہ 'نظام' کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا نعرے لگانے والے بھی 'گو مشرف گو' کے ہی نعرے لگاتے ہیں اور تنقید کرنے والے بھی 'وردی' کو ہی ہدف اولین و آخرین جان کر لگے رہتے ہیں نتیجتاً مہرہ تبدیل ہوتے ہی یہ غیظ وغضب ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

پی جمہوریت کے متوالوں کو پرویز کے جانے کے بعد نئی انتظامیہ سے بہت امیدیں وابستہ تھیں لیکن وہ سب آسودۂ خاک ہوئیں کہ یہ بھی تو انہی کے غلام ہیں تمام اقدامات کا منصوبہ وہیں سے آتا ہے اس سلسلے میں یہ بنیادی حقیقت ہر وقت سامنے رہنی چاہیے کہ نو آبادیاتی دور استعمار کے خاتمے کے بعد طاغوت نے مسلمانوں کے لیے نئے بندوبست میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم کر کے اُن ٹکڑوں کو قومی ریاست یا دستوری ریاست کا رُوپ دے کر ایک عالمی استعماری نظام کے مختلف اداروں اور اقوام متحدہ کے تحت قواعد وضوابط کا پابند بنا کر جینے کا حق دیا۔ سرمایہ دارانہ نظام طاغوت نے جمہوریت کو اِن ریاستوں کا چلن قرار دیا کہیں کہیں اس جمہوریت کو فوجی وردی یا عبائے شہنشاہت بھی پہنا دی جاتی ہے۔ اس بندوبست میں یہ طے ہے کہ کسی کی بھی حکومت ہو' ہوگا وہی کچھ جس کی منظوری عالمی طاغوت دے گا۔ رہی بات طاغوتی بندوبست میں رہتے ہوئے جمہوری' آئینی اور پُرامن ذرائع سے نظام کی تبدیلی کی تو اب حماس' سوڈان' ترکی' الجزائر اور صوبہ سرحد کے پے در پے تجربات کے بعد اب تو اظہر من الشمس ہے کہ 'ایں خیال است و محال است و جنوں' یہ امید اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے اس نظام کے ذریعے کوئی بھی آجائے وہی کچھ کرنے پر مجبور ہوگا جو 'اسے طاغوت اکبر' کہے گا۔

امارت اسلامی افغانستان نے عالمی طاغوت کے مطالبات جمہوریت' پارلیمنٹ' آئی ایم ایف کے قرضہ جات اور پھر سب سے بڑھ کر طاغوت کبیر' اقوام متحدہ کی رکنیت کو بیک جنبشِ قلم مسترد کر دیا تھا تبھی تو اس نے تمام طواغیت عالم کو اکٹھا کر کے اس امارت اسلامی پر ہلہ بول دیا جس کے لیے سگِ امریکہ بش نے 'صلیبی جنگ' کی اصطلاح خود استعمال کی۔ تاریخ پر نظر رکھنے والے کہتے ہیں کہ تاریخ انسانی میں اتنا بڑا اتحاد پہلے کبھی بھی معرض وجود میں نہیں آیا جتنا کہ اب امارتِ اسلامی سے صلیبی جنگ کرنے کے لیے وجود میں آیا۔

اس جنگ کو امریکہ اپنے 'عالمی طاغوتی نظام' کی بقا کی آخری جنگ سمجھ کر سب کچھ جھونک رہا ہے اسے معلوم ہے کہ یہ مسلمانوں کی سرزمین پر اس کی آخری جنگ ہے اور اس میں مات کھانے کے بعد کفر کی سرزمین ہی میدان کار ہوگی۔

پاکستان کی فوج بحیثیت ادارہ اس جنگ میں 'کرائے کی فوج' کا کردار ادا کر رہی ہے اس لیے ایک پرویز کے جانے اور دوسرے 'پرویز' کے آنے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا کیونکہ ساری دنیا میں مسلمان ممالک میں اسلام کا راستہ روکنے کے لیے طاغوت کا آخری سہارا وہاں کی افواج ہی ہیں اور طاغوت کا مصر' لیبیا' الجزائر' ترکی' صومالیہ اور پاکستان ہر جگہ یہی طریقہ واردات رہا ہے اور پاکستان میں تو ضیاء دور سے جرنیلوں کو ڈالروں کی بھی چاٹ لگ گئی ہے اور دورِ پرویزی میں تو یہ معاملہ حد سے ہی بڑھ گیا جس کو بیان کرنے کے لیے علیحدہ سے ایک مضمون درکار ہے جس کی کچھ جھلکیاں عائشہ صدیقہ کی کتاب ''آرمی ان کارپوریٹ'' میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ سابق مسٹر ٹین پرسنٹ اور موجودہ 'عزت مآب صدر' کا یہ بیان کہ دہشت گردی کی جنگ کی مد میں وصول ہونے والے 10 ارب ڈالرز میں پرویز نے خورد برد کی ہے، بہت کچھ بیان کر رہا ہے اور یہ ایسے شخص کا بیان ہے جو ان معاملات میں ماہر شاق ہے،

ان حالات میں امت کے دردمند اور اہل دل طبقے کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس صلیبی جنگ میں اسلام کے مورچوں میں بیٹھے مجاہدین مخلصین کو اپنا سمجھیں جب اپنا سمجھ لیں گے تو پھر اپنے مطلوبہ کردار کا تعین بھی خود سے کر لیں گے یہ وقت جماعتوں اور ملکوں سے اوپر اٹھ کر امتی کی حیثیت سے سوچنے' سمجھنے اور کچھ کرنے کا ہے۔

بقیہ: ''اک قافلۂ دربدراں.........''

لیکن اپنے ہی گھر میں دربدر مہاجرین، تمہارے لیے یہ سب کون کرے گا۔ تمہارے لیے تو اسلامک ریلیف کے لوگ بھی نہ آسکے کہ کہیں انہیں دہشت گرد نہ قرار دے دیا جائے۔ ایسا حال تو عراق کے مظلوم عوام کا بھی نہیں ہوا تھا۔ ان کے مہاجر تو ان سب تنظیموں کے لاڈلے ہو گئے تھے۔ کونسا ملک ہے جہاں ان کے لیے جلوس نہ نکلے ہوں۔ تم وہ مقدر لے کر آئے ہو جو صرف اس دنیا میں دو اور مظلوم قوموں کے حصے میں آیا ہے۔ مدتوں فلسطین پر ڈھائے جانے والے ظلم پر کسی نے آواز نہ اٹھائی اور نہ کسی اقوام متحدہ کے مہاجرین کمیشن کو ان کی یاد آئی اور سالوں کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کو کوئی عالمی ادارہ پناہ دینے کو تیار نہ ہوا۔ اے! باجوڑ اور وزیرستان کے مظلوم عوام تمہارا مقدر کھلا آسمان ہے لیکن اس کھلے آسمان پر ایک ایسی ہستی فرمانروا ہے جو پکار پکار کر کہتی ہے کہ تم اس بستی کے لوگوں کو اس ظلم سے نجات کیوں نہیں دلاتے جو پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے لیے کوئی مددگار بھیج دے۔ جو قومیں اپنے آرام و آسائش میں مگن ہو کر اللہ کی اس پکار سے منہ موڑ لیتی ہے تو پھر سید الانبیاءؐ نے فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے '' میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے قبضے میں ہیں۔ جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو ان پر بادشاہوں کے دل رحمت اور نرمی سے بھر دیتا ہوں اور بندے جس وقت میری نافرمانی کرتے ہیں تو ان کے دل خفگی اور عذاب کے ساتھ پھیر دیتا ہوں''۔ وہ حالات بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک سخت گیر سے نجات حاصل کرتے ہیں تو دوسرا ان کی راہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

امریکی فوجیوں میں خودکشی کی وباء

ابنِ جمال

عراق اور افغانستان میں امریکی جارحیت کے سراسر مجرمانہ اور کسی بھی اخلاقی اور قانونی جواز سے یکسر عاری ہونے کا ایک ناقابل تردید ثبوت، ان کاروائیوں میں حصہ لینے والے سپاہیوں کی ذہنی صحت کی حددرجہ ابتری بھی ہے جو ان کے ضمیر کی شدید بے اطمینانی کا واضح مظہر ہے۔ اس حقیقت کا کھلا مظاہرہ محاذ پر موجود اور محاذ سے واپس آجانے والے امریکی سپاہیوں کی ہزاروں کی تعداد میں خودکشیوں کی شکل میں ہو رہا ہے۔ ایک امریکی چینل نے اس حوالے سے پچھلے دنوں جو دھماکہ کیا، اس کی بازگشت اس ہفتے امریکا کے ایوان نمائندگان میں بھی سنی گئی۔ سابق فوجیوں کے معاملات کی دیکھ بھال کی کمیٹی نے خودکشی کرے والے فوجیوں کے لواحقین کی گواہیاں ریکارڈ کرنے کا آغاز بدھ 12 دسمبر 2007 سے کیا ہے۔ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ عراق کی جنگ میں ہلاک ہونے والے سپاہیوں کے مقابلے میں خودکشی کر کے جان سے جانے والے امریکی سپاہیوں کی تعداد کم وبیش تین گنا ہے۔

امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون کی جانب سے خودکشی کرنے والے فوجیوں کے اصل اعداد وشمار چھپانے کی پوری کوشش کے باوجود ممتاز امریکی ٹیلی ویژن نیٹ ورک سی بی ایس نیوز نے اسے ناکام بنادیا ہے۔ اس نیٹ ورک کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر خودکشی کرنے والے فوجیوں کی حقیقی تعداد اب تک مرنے والے سپاہیوں کی تعداد میں شامل کر لی جائے تو صرف عراق کی جنگ میں ہلاک ہونے والے امریکی فوجیوں کے اعداد وشمار پندرہ ہزار سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ ’’سابق فوجیوں میں خودکشی کی وباء‘‘ (Suicide Epidemic among Veterans) کے عنوان سے یہ ویڈیو رپورٹ سی بی ایس نیوز کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس رپورٹ میں افغانستان کی صورت حال شامل نہیں ہے مگر یہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں کہ وہاں کی کیفیت اس سے مختلف ہوگی۔ افغانستان کا ذکر نسبتاً کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں امریکا نے ناٹو کی شکل میں دوسرے مغربی ملکوں کو الجھانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے اس لیے خالص امریکی نقصانات عراق کے مقابلے میں کم ہیں ورنہ دونوں جنگیں یکساں طور پر بے جواز اور ظالمانہ ہیں اور ان میں شریک فوجیوں پر پڑنے والے نفسیاتی اثرات کے مختلف ہونے کا کوئی سبب نہیں ہے۔

سی بی ایس نیوز کے شعبہ تحقیق نے خودکشی کرنے والے امریکی فوجیوں کے اصل اعداد وشمار جاننے کے لیے فریڈم انفارمیشن ایکٹ کے تحت امریکی محکمہ دفاع کو درخواست دی تھی۔ اس کا جو تحریری جواب چار ماہ بعد پچھلے دنوں ملا، اس کے مطابق 1995ء سے 2007ء تک یعنی بارہ سال میں ڈیوٹی پر موجود فوجیوں میں سے 2200 نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کا خاتمہ کیا۔ اس رپورٹ میں سبکدوش ہو جانے کے بعد خودکشی کرنے والے فوجیوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ تاہم نیٹ ورک کے شعبہ تحقیق نے امریکا کی 45 ریاستوں میں عراق سے واپس آنے والے فوجیوں کی خودکشیوں کے بارے میں معلومات جمع کیں تو انکشاف ہوا کہ صرف 2005ء میں ان میں سے 6256 نے زندہ رہنے پر اپنے ہاتھوں مرجانے کو ترجیح دی۔ گویا اس سال عراق میں وطن واپسی آنے والے 17 فوجی ہر روز خودکشی کرتے رہے۔ اس رپورٹ کے حوالے سے معروف امریکی تجزیہ نگار مائک وٹنی آن لائن امریکی جریدے کاؤنٹر پنچ میں 17 نومبر کو لکھتا ہے:

’’یہ کوئی ٹائپ کی غلطی نہیں ہے۔ برسرکار اور ریٹائرڈ فوجی اہلکار...... جن میں سے بیشتر بیس سے چوبیس سال کے نوجوان مردوزن ہیں...... جنگ سے واپس آرہے ہیں اور اپنے آپ کو ریکارڈ تعداد میں ہلاک کر رہے ہیں۔ ہم فرض کر سکتے ہیں کہ محاذ جنگ پر بار بار فرائض کی انجام دہی کے لیے بھیجے جانے کے نتیجے میں ان کے اندر دماغی صحت کا بحران پیدا ہو چکا ہے مگر عام امریکی اس سے بالکل بے خبر ہیں اور پینٹا گون اس کا قطعی انکار کرتا ہے۔‘‘

امریکی محکمہ دفاع کے مطابق عراق کی جنگ میں نومبر کے وسط تک 3865 فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ مائک وٹنی کا کہنا ہے کہ اگر 2005ء میں خودکشی کرنے والے 6256 ہلاک شدگان کو اس میں شامل کر دیا جائے تو کل تعداد 10121 بنتی ہے۔ اب اگر 2004ء اور 2006ء میں خودکشی کرنے والے امریکی فوجیوں کی اصل تعداد کو 2005ء سے بہت کم تصور کر کے محض ڈھائی ہزار فی سال کے حساب سے پانچ ہزار بھی مان لیا جائے تو تب بھی عراق کی جنگ میں ہلاک ہونے والے امریکی فوجیوں کی کل تعداد پندرہ ہزار سے زائد بنتی ہے جبکہ 2007ء میں ممکنہ طور پر خودکشی کرنے والے فوجیوں کے اعداد وشمار اس میں شامل نہیں ہیں۔ لیکن حکومت کی سطح پر صورت حال کی سنگینی کو کم ظاہر کرنے کی ناکام کوششیں جاری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سی بی

بقیہ صفحہ نمبر ۲۷ پر

پرویز کے بعد موجودہ حکومت اور امریکہ

حسین حقانی

پاکستانی سفیر برائے امریکہ ''حسین حقانی کا نام قومی سیاست میں ضیاء دور' میں پہلی دفعہ سامنے آیا کئی سیاسی پارٹیاں بدلنے کے بعد آج کل امریکہ میں پاکستان کے سفیر ہیں۔ بین الاقوامی امور سے تعلق رکھنے والے حضرات کے ہاں حقانی کا تعارف 'امریکہ کے خاص بندے' کی حیثیت سے ہے۔
زیر نظر مضمون میں 'بزبانِ حال' اور 'بزبانِ قال' اور سوچنے سمجھنے اور کچھ کرنے والوں کے لیے کافی باتیں ہیں اور اسی احساس کے تحت یہ شائع کیا جارہا ہے۔

پرویز مشرف نے صدارت سے مستعفی ہو کر پاکستان میں مکمل جمہوریت کا راستہ صاف کر دیا ہے۔ واشنگٹن میں بعض لوگ اس کو خطرے کی علامت تصور کر رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سب سے نمایاں کردار ادا کرنے والی شخصیت کی جگہ اب جمہوری حکومت نے لے لی ہے جس کو اس ضمن میں رائے عامہ کو مقدم رکھنا پڑے گا جبکہ رائے عامہ کے بارے میں پہلے سے کوئی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی تاہم اب جبکہ مشرف جا چکے ہیں لہٰذا ان کی تمام کارگزاریوں کا الزام امریکہ کو دینا درست نہیں ہوگا بالخصوص ان اقدامات کا جن کا دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں تھا۔ مشرف کا منظر سے ہٹ جانا کوئی خسارے کی بات نہیں بلکہ اس سے پاکستان اور امریکہ کے مابین قومی سطح پر زیادہ پائیدار اور مستحکم تعلقات پیدا کرنے کا موقع میسر آ گیا ہے کیونکہ دونوں ملک جمہوری اقدار پر یقین رکھتے ہیں لہٰذا بہتر طریقہ یہی ہے کہ دونوں ممالک اسی حوالے سے باہمی تعلقات کو استوار کریں اور انہی اصولوں پر پالیسیاں وضع کی جائیں۔ وقتی ضرورتوں کے تحت کسی کے ساتھ قائم کیے جانے والے تعلقات میں پائیدار استواری کی توقع رکھنا یقیناً عبث ہے جس کا نتیجہ ہمارے عوام ایک طویل مدت سے دیکھتے چلے آرہے ہیں جبکہ اس کی ایک حالیہ مثال افغانستان پر سوویت جارحیت کے موقع پر بھی دیکھی جا چکی ہے جس کے نتائج یقیناً دونوں ممالک کے لیے خاصے بھیانک نکلے۔ وقتی فوائد کے نتیجے میں جو دیرپا نقصانات ہوئے ان کے دہرانے کا یہ موقع نہیں ہے۔

18 فروری کے انتخابات میں عوام نے اعتدال پسند جمہوری سیاسی پارٹیوں کو منتخب کیا جبکہ مشرف کی سیاسی پارٹی کے علاوہ انتہا پسندی اور مذہبی جنونیت کو بھی مسترد کر دیا۔ ان انتخابات میں طالبان سے ہمدردی کا مظاہرہ کرنے والی مذہبی پارٹیوں کو 5 فیصد سے بھی کم ووٹ مل سکے۔ پی پی پی کی سربراہی میں بننے والی مخلوط جمہوری حکومت کے قیام کے بعد بھی مشرف نے صدارت کا منصب چھوڑنے سے انکار کر دیا اور اقتدار میں اپنی بالادستی کو بھی برقرار رکھنے کی کوشش کی تاہم مواخذے کی دھمکی پر انہیں بالآخر استعفیٰ دینا پڑا اس کا ملک بھر کے عوام نے زبردست خیر مقدم کیا اور جشن ہائے مسرت منعقد کیے۔ اب پاکستان کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ بار بار منتخب جمہوری حکومتوں کو ہٹا کر فوجی آمروں کی آمد کا رستہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جائے جو کہ سویلین حکومت کو اپنی مدت پوری کرنے کا موقع بھی نہیں دیتے اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ پاک فوج نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ روایتی طرز عمل کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی سویلین اشرافیہ نے بھی یہ سبق سیکھ لیا ہوگا کہ بار بار آئین کا معطل کیا جانا اور منتخب اراکین پر کرپشن اور بدعنوانی کے الزامات عائد کر کے ان کا معزول کیا جانا ملک وقوم کے وسیع تر مفاد کے منافی ہے لہٰذا کسی فوجی آمر کے ایسے اقدامات کی حمایت نہیں کی جانی چاہیے تھی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جمہوریت کی تعمیر کے لیے کوئی ''شارٹ کٹ'' (مختصر راستہ) نہیں ہوتا۔ فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار میں آنے والی حکومتیں جو اصلاحات پیش کرتی رہی ہیں وہ کبھی بھی استحکام پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئیں اور مشرف نے اپنی اقتصادی کامیابیوں کا جو ڈھنڈورا مسلسل پیٹا موصوف کے نو سالہ اقتدار کے بعد ثابت ہو گیا کہ وہ سب سراب تھا۔

حتمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پاکستان کے استحکام اور مضبوطی کے لیے اس کے سیاسی نظام کو مستحکم اور مضبوط بنانا ہوگا۔ اب وقت ہے کہ پاکستان کی جمہوری پارٹیوں کو بالخصوص مخلوط حکومت کے شریک کاروں پی پی پی اور مسلم لیگ (ن) کو موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ دیرپا آئینی گورننس کی ٹھوس بنیادیں استوار کر دیں۔ اب جہاں تک صحیح معنوں میں انتقال اقتدار کا مسئلہ ہے تو فرد واحد کے ہاتھ سے جمہوری نظام کو اقتدار کی منتقلی واقعی ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے لیکن پاکستانی عوام نے گزشتہ 60 برس میں چار نا کام فوجی حکمرانوں کے بعد اب جمہوری نظام کے حق میں اپنے عزم صمیم کا برملا اظہار کر دیا ہے۔

امریکہ کی پاکستان کے بارے میں اولین تشویش القاعدہ اور طالبان کے خلاف جاری جنگ کے حوالے سے ہے جو کہ زیادہ تر ملک کے شمال مغربی علاقے میں ہو رہی ہے جو کہ افغانستان کی سرحد کے ساتھ واقع ہے۔ مشرف

کے جانے کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ اور زیادہ شدت کے ساتھ اور کسی سیاست یا مصلحت کے بغیر جاری رکھی جائے گی۔اس سے لوگوں کے امریکہ مخالف جذبات بھی کم ہو جائیں گے کیونکہ اب واشنگٹن غیر مقبول مرد آہن کی پشت پر نہیں رہا۔ چنانچہ اب منتخب جمہوری حکومت کے لیے دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنا آسان ہو جائے گا اور اس پر امریکہ نوازی کی تہمت بھی نہیں لگے گی جو کہ مشرف پر لگتی رہی کہ اقتصادی اور فوجی امداد کی خاطر امریکہ کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

امریکہ کا یہ خیال کہ بیرونی ممالک میں کسی فرد واحد سے معاملہ کرنا زیادہ آسان ہے بالکل غلط ثابت ہو چکا ہے۔ 16 کروڑ کی آبادی والے ملک میں امریکہ کو صرف ایک فرد کو اپنا اتحادی بنانا نہیں چاہیے تھا بلکہ ایسے اتحادیوں پر انحصار کرنا چاہیے جو جمہوری اصولوں، تحمل، برداشت اور آزاد مارکیٹ کے تصور میں امریکہ کے ہم خیال ہیں، نہ کہ محض اپنے سیاسی مفاد کی خاطر امریکہ کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

اب ہماری منتخب حکومت کو اپنی تمام تر توجہ افراط زر، توانائی کے مسلسل بحران، خوراک کی قلت اور ناکارہ تعلیمی نظام کی اصلاح کی طرف مبذول کرنا چاہیے اور حکومت اور عوام کو باہمی تعاون کی طرف مبذول کرنا چاہیے اور حکومت اور عوام کو باہمی تعاون سے دہشت گردی کے خطرے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہیے۔ نیز فاٹا میں بھی قانون کی عملداری قائم کرنی چاہیے جس کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جا رہی ہے بلکہ نہایت شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے اور جیسا کہ سینیٹر جو بیڈن نے اتفاق کی ہے کہ پاک امریکہ تعلقات عارضی نہیں بلکہ مستقل بنیادوں پر قائم رہنا چاہئیں۔ پاکستان کی اقتصادی مضبوطی اس لیے بھی اہم ہے کہ اس سے اس خطے میں جنونیت کے اثرات میں خود بخود کمی رونما ہونے لگے گی۔ اس ضمن میں حال ہی میں امریکی سینٹ میں سینیٹر جو بیڈن اور رچرڈ لوگر نے پاکستان کے لیے جو امدادی پیکیج منظور کرایا ہے اس کی بنیاد دونوں ممالک کے مابین طویل المیعاد تعاون پر رکھی گئی ہے۔ اس ضمن میں ایک اور اہم قانون بھی منظور کیا گیا ہے جسے افغانستان اور پاکستان تعمیر نو کے مواقع کا ایکٹ کہا گیا ہے۔ اس سے اس پورے خطے میں تعمیر و ترقی کے لیے بھاری فنڈ مختص کرنے کی تجویز ہے تاکہ طالبان کے زیر اثر علاقوں میں بھی ترقیاتی منصوبے مکمل کرائے جاسکیں اور لوگوں کا احساس محرومی ختم کیا جا سکے۔ بین لوگر قانون اور ''آر اوزیڈ'' سے پاکستانی عوام کو امریکی حکومت کی طرف سے ایسے اہم اشارے ملتے ہیں کہ امریکہ ایک جینوئن پارٹنر ہے، محض ملٹری اتحادی نہیں ہے۔

پاکستان نے تقریباً ایک عشرہ پر محیط آمریت کے دوران بہت سخت وقت گزارا ہے اور بڑے مصائب کا سامنا کیا ہے۔ اس دوران دہشت گردی میں پھیلاؤ پیدا ہوا، ملک اقتصادی بحران کا شکار ہو گیا، بینظیر بھٹو کو سر عام شہید کر دیا گیا جو کہ جمہوریت کے حوالے سے ہماری آئیڈیل تھیں لیکن ہم نے یہ سب برداشت کر لیا۔ اب مشرف کا استعفیٰ ہر ایک کا نقصان نہیں ہے اس سے پاکستان کی قسمت بدل سکتی ہے۔ (بشکریہ نیشن، ترجمہ: مظہر منہاس)

☸ ☸ ☸ ☸ ☸ ☸ ☸

بقیہ: ''امریکی فوجیوں میں خودکشی کی وبا''

ایس نیوز نے سابق فوجیوں کی دماغی صحت کے محکمے کے سربراہ ڈاکٹر ایرا کاٹز سے اس سلسلے میں بات کی تو اُس نے بھی معاملے کی شدت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ''سابق فوجیوں میں خودکشی کی کوئی وبا نہیں پھیلی ہے مگر خودکشیاں ایک بڑا مسئلہ ضرور ہیں۔'' مائک وٹنی اس جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''ہوسکتا ہے ڈاکٹر کاٹز ٹھیک کہتا ہو۔ ہوسکتا ہے خودکشیوں کی کوئی وباء امریکی فوجیوں میں نہ پھیلی ہو۔ ہوسکتا ہے نوجوان مردوں اور عورتوں کے لیے یہ مکمل طور پر ایک نارمل بات ہو کہ وہ محاذ جنگ سے واپس آئیں، انتہائی ڈپریشن میں مبتلا ہوں، اور اپنے آپ کو دوران جنگ ہونے والی ہلاکتوں سے بھی بڑی تعداد میں ہلاک کرتے رہیں۔ ہوسکتا ہے کہ پینٹا گون کے لیے جنگ سے واپس آنے والے فوجیوں کو واپس آتے ہی اپنا بھیجہ اڑا ڈالنے یا اپنے گھر کے تہہ خانے میں گلے میں پھندا لگا کر لٹک جانے کے لیے چھوڑ دینا معمول کی بات ہو۔ ہوسکتا ہے سیاستدانوں کے نزدیک ان ہلاکتوں کو ایک طرف رکھ کر، جواُن کی کم ہمتی اور ظالمانہ بے حسی کا نتیجہ ہیں، تھوک بھاؤ قتل وغارت کے لیے رقوم کی فراہمی جاری رکھنا نارمل ہو۔ ہوسکتا ہے صدر کے لیے اس کھلی دروغ گوئی پر ڈٹے رہنا جس کے ذریعے عراق پر قبضہ کیا گیا ہے، اور ان نوعمر سپاہیوں کا موت کے گھاٹ اترتے چلے جانا جنہوں نے ملک کی خاطر اپنے لیے مصائب کا راستہ چنا ہے، معمول کی بات ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نارمل نہیں ہے۔ یہ اضطراب و بے چینی کی وباء ہے۔ یہ ذہنی ہیجان کا پھوٹ پڑنا ہے جو مستقل خوف کی حالت میں رہنے، راستوں پہ نصب بموں کے پھٹنے سے اپنے دوستوں کے پرخچے اڑتے اور فوج چوکیوں پر دھماکوں سے بچوں کا قیمہ بنتے یا دریاؤں کے کنارے کچلی ہوئی لاشوں کو کچرے کے تھیلوں کی طرح پڑا ہوا دیکھنے کا فطری نتیجہ ہے۔'' مائک وٹنی کے بقول ''خودکشیوں کا یہ طوفان عراق میں امریکا کی جنگ کا منطقی انجام ہے'' کہنے والے پہلے دن سے کہہ رہے ہیں کہ امریکا کے استعماری حکمران مسلم دنیا میں ظلم اور شقاوت کی جو فصل بو رہے ہیں ان کے بھیانک نتائج سے ان کا اپنا ملک تباہ ہو جائے گا اور آج واقعاتی حقائق اس پیش گوئی کی سچائی کو پوری طرح ثابت کر رہے ہیں۔

محکمہ داخلہ کو ناٹو فورسز کے لیے سپلائی لائن محفوظ بنانے کی ہدایات

افغانستان میں قابض افواج کو 90 فیصد ایندھن اور اشیاء خوردونوش کی فراہمی کراچی بندرگاہ کے راستے کی جاتی ہے۔

امریکی مداخلت پر گڈز ٹرانسپورٹرز کی ہڑتال ختم کرائی گئی' سپلائی معطل ہونے سے ناٹو کو شدید مشکلات کا سامنا تھا۔

کراچی حکومت نے محکمہ داخلہ کو ناٹو فورسز کے لیے سپلائی لائن محفوظ بنانے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ گڈز ٹرانسپورٹرز کی حالیہ ہڑتال کے باعث ناٹو فورسز شدید مشکلات کا شکار ہو گئی تھیں۔ امریکی دباؤ پر وفاقی حکومت نے براہ راست مداخلت کر کے ہڑتال ختم کرائی۔ نیشنل کرائسز مینجمنٹ کے ذرائع کے مطابق حکومت نے افغانستان میں قابض ناٹو فورسز کو ایندھن فراہم کرنے والی کراچی سے کابل تک کی 1089 کلومیٹر طویل پائپ لائن کو غیر محفوظ قرار دیا تھا۔ اس ضمن میں سندھ و بلوچستان کے وزراء داخلہ کو لکھے گئے مراسلے میں کہا گیا ہے کہ اس پائپ لائن کی حفاظت کے لیے سخت اقدامات کیے جائیں۔ مراسلہ میں مزید کہا گیا ہے کہ پائپ لائن متاثر ہونے سے ناٹو فورسز کا افغانستان میں آپریشن ناکام ہو سکتا ہے۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ امریکا میں ایک فوجی گاڑی روزانہ تقریباً 29 گیلن ایندھن استعمال کرتی ہے۔ افغانستان میں تعینات ناٹو فورسز کے 60 ہزار فوجیوں کو ایندھن سمیت دیگر 90 فیصد روزمرہ استعمال کی اشیاء کی ترسیل کراچی کی بندرگاہ سے ہوتی ہے۔

یہ سپلائی چمن کے راستے کی جاتی ہے۔ کراچی سے روزانہ اشیاء خوردونوش اور ایندھن سے بھرے 100 سے 150 ٹرک اس راستے سے افغانستان جاتے ہیں جہاں پاک افغان سرحد پر تعینات 12 ہزار ناٹو فورسز کے اہلکار اس سہولت سے مستفید ہوتے ہیں اور روزانہ ایک ہزار گیلن ایندھن استعمال کرتے ہیں۔ ذرائع نے انکشاف کیا کہ اگر پاکستان سے ناٹو فورسز کو سامان کی فراہمی 6 دن تک معطل ہو جائے تو فورسز کو شدید جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ گڈز ٹرانسپورٹرز کی حالیہ ہڑتال کے دوران ناٹو فورسز کو سامان کی سپلائی معطل ہو گئی تھی جس کی وجہ سے فورسز کو افغانستان میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ ذرائع نے بتایا کہ افغانستان میں ناٹو فورسز کی ہائی کمان نے اس صورتحال کی اطلاع امریکا کو دی جس کے بعد ہڑتال ختم کرانے کے لیے پاکستان سے کہا گیا۔ ذرائع نے بتایا کہ وفاقی حکومت کی مداخلت پر گڈز ٹرانسپورٹرز نے ہڑتال ختم کرنے کا اعلان کیا تھا۔

افغانستان بلجیین فوجی ٹینکوں پر لگے جیمرز کی ریڈی ایشن سے بیمار پڑ گئے

افغانستان میں تعینات بلجیئم کے فوجی ٹینکوں پر لگے ہوئے جیمرز کے ریڈی ایشن (شعاعوں کے اخراج) سے سخت پریشان ہیں ان کی وجہ سے کئی فوجی بیمار ہو چکے ہیں۔ یہ جیمرز ان ریڈیو ویوز کو روکنے کے کام آتے ہیں جس کے ذریعے دور رہ کر طالبان سڑک کنارے نصب بم کا دھماکہ کرتے ہیں۔ مسلح افواج کی ٹریڈ یونین کے ذرائع کے مطابق جیمرز سے نکلنے والی شعاعوں کی وجہ سے فوجی سر درد اور طبیعت کی خرابی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس کا زیادہ تر شکار وہ فوجی ہوتے ہیں جو ٹینک سے باہر بھی خدمات انجام دیتے ہیں جن میں ٹینک کا ڈرائیور، شوٹر اور ٹینک کمانڈر شامل ہیں۔ مسلح افواج کی ٹریڈ یونین نے وزارت دفاع سے مطالبہ کیا ہے کہ اس معاملے کی تحقیقات کرائی جائے۔ دوسری جانب وزارت دفاع کی ترجمان گرڈ بیک نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ امریکہ کے بنے ہوئے جیمرز کی وجہ سے پیش آیا ہے جو بیلجئم کے ٹینکوں کے لیے مناسب نہیں جس کے باعث ہم ان جیمرز پر کام کر رہے ہیں جو ہمارے ٹینکوں کے لیے مناسب ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہمارے پاس فی الحال جیمرز کے علاوہ کوئی اور متبادل نہیں کیونکہ طالبان کے بم حملوں میں ہلاک ہونے سے بہتر ہے کہ سپاہی سر درد اور قے میں مبتلا ہو جائے۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ اور پاکستان کا طویل شراکت پر اتفاق

پاکستان اور امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں طویل شراکت پر اتفاق کیا ہے۔ اسلام آباد میں مشترکہ ورکنگ گروپ برائے انسداد دہشت گردی کے اجلاس میں اس حوالے سے اہم امور طے کیے گئے۔ اجلاس میں پاکستانی وفد کی قیادت سیکرٹری داخلہ سید کمال شاہ جبکہ امریکی وفد کی سربراہی امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں انسداد دہشت گردی کے کوآرڈی نیٹر سفیر ڈیل ڈیلے کر رہے تھے۔ اجلاس کا افتتاح مشیر داخلہ رحمان ملک نے کیا۔ جس نے افتتاحی کلمات میں قومی مفاد میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف جنگ میں پاکستان کے پختہ عزم کا اعادہ کیا۔ اُس نے کہا کہ سیاسی،

اقتصادی اور سلامتی توجیہات پر مشتمل ایک جامع سہ جہتی حکمت عملی ضروری ہے۔ اُس نے اس کوشش میں مصروف اداروں اور سیکیورٹی فورسز کی استعداد کار بڑھانے، تربیت اور آلات کی ضروریات پوری کرنے پر زور دیا ہے۔ امریکی وفد کے سربراہ سفیر ڈیل ڈیلے نے انسداد دہشت گردی میں پاکستان کے اہم کردار کی تعریف کی۔ دونوں اطراف سے انسداد دہشت گردی تعاون کے متعدد پہلوؤں پر مفید خیالات کا تبادلہ خیال کیا گیا، اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ دہشت گردوں کی مالی امداد کی مؤثر روک تھام، پولیس اور سیکیورٹی تعاون میں اضافے اور دہشت گردوں کو فنڈز فراہم کرنے کا باعث بننے والی منشیات کی اسمگلنگ کو روکنے کے لیے ضروری اقدامات اٹھائے جائیں۔ اس بات پر بھی اتفاق پایا گیا کہ اگلا انسداد دہشت گردی ڈائیلاگ باہمی متفقہ تاریخ پر واشنگٹن میں ہوگا۔

کراچی میں ناٹو کی 2 بکتر بند گاڑیاں نذر آتش

نامعلوم افراد کی ماڑی پور ٹرک اڈے پر کاروائی، ایک گاڑی مکمل دوسری جزوی تباہ

گاڑیاں 4 روز سے افغانستان جانے کے لیے تیار کھڑی تھیں

ماڑی پور ٹرک اڈے پر کھڑی ناٹو افواج کی 2 بکتر بند گاڑیوں کو نامعلوم افراد نے آگ لگا دی۔ تفصیلات کے مطابق ماڑی پور ٹرک اڈا گیٹ نمبر 5 گلی نمبر ایک میں افغانستان جانے کے لیے کنٹینر میں لوڈ ناٹو افواج کی 2 بکتر بند گاڑیوں کو نامعلوم افراد نے آگ لگا دی جس کے باعث ایک گاڑی مکمل اور دوسری جزوی طور پر جل گئی۔ موقع پر موجود ماڑی پور تھانے کے اے ایس آئی تنویر احمد نے جسارت کو بتایا کہ دونوں گاڑیاں 4 روز سے افغانستان جانے کے لیے تیار کھڑی تھیں تاہم گڈز ٹرانسپورٹ کی ہڑتال کے باعث یہ اب تک روانہ نہیں ہوسکی تھیں۔ رات گئے تک واقعہ کا مقدمہ درج ہوا اور نہ ہی کوئی گرفتاری عمل میں آئی تھی۔

پاکستان قبائلی علاقوں میں کمانڈوز بھیجنے پر بھی آمادہ ہوگیا۔ امریکی اخبار

امریکی اخبار لاس اینجلس ٹائمز نے دعویٰ کیا ہے کہ امریکہ کی طرف سے فوری کاروائی کے مطالبے پر پاکستان اپنے کمانڈوز کو قبائلی علاقوں میں بھیجنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اسی اخبار نے چند روز قبل دعویٰ کیا تھا کہ پاکستان 11 ویں کور کو قبائلی علاقوں میں تعینات کرے گا۔ لاس اینجلس ٹائمز کے مطابق حکومت پاکستان کو قبائلی علاقوں میں امریکی فوجی مداخلت کے آغاز یا امداد میں کٹوتی کا خدشہ ہے اور اس سے بچنے کے لیے وہ فوجی اور انٹیلی جنس تبدیلیوں کی تجویز پیش کر رہی ہے۔ اخبار کے مطابق وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کے ساتھ امریکہ جانے والے ایک پاکستانی عہدیدار نے بتایا کہ امریکیوں نے ہم سے فوری کاروائی کا مطالبہ کیا ہے اور قبائلی علاقوں میں اسپیشل سروسز گروپ کی تعیناتی سے امریکی مطالبہ پورا ہو جائے گا۔ اخبار کے مطابق سینئر پاکستانی عہدیدار کا کہنا تھا کہ یہ فیصلہ پاکستان کی خودمختاری بچانے کے لیے کیا گیا ہے۔ لاس اینجلس ٹائمز کے مطابق بعض حکام نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ حکومت پاکستان نے قبائلی علاقوں میں امریکی فوج کو جدید آلات نصب کرنے کی اجازت دینے کی بھی تجویز پیش کی ہے تاکہ عسکریت پسندوں کا سراغ لگانے کی مشترکہ کوششیں کی جاسکیں۔ اخبار کے مطابق دونوں ممالک میں غلط فہمیوں کے خاتمے کے لیے پاکستان نے مشترکہ انٹیلی جنس سرگرمیوں کی تجویز دی ہے۔

امریکی قونصلیٹ پشاور کے لیے خفیہ گارڈز کی بھرتی

پشاور (نمائندہ خصوصی) پشاور میں امریکی قونصل خانے ڈپلومیٹک اسٹاف اور ان کی رہائشی املاک پر خودکش حملوں کے خطرات بڑھ جانے کی اطلاعات پر یو ایس مشن (اسلام آباد) نے ایک بار پھر بڑی تعداد میں خفیہ سرویلنس گارڈز کی بھرتیاں شروع کر دی ہیں۔ ہیومن ریسورس آفس کے ذرائع کے مطابق فاٹا اور صوبہ سرحد میں طالبان کے بڑھتے ہوئے عزائم اور پاکستان کی تیزی سے تبدیل ہوتی صورتحال کے پیش نظر امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے تمام تر انتظامات ہر حال میں مکمل کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اناؤنسمنٹ نمبر 117-08 کے مطابق امیدواروں کے لیے لازم ہے کہ ان کا سابقہ تعلق فوج، پولیس یا سیکیورٹی ایجنسی سے ہو اور متعلقہ شعبے میں دو سال تجربہ رکھنے کے علاوہ خودکار اسلحہ چلانے اور ایس ڈی ایکویپمنٹ استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں جس میں ڈیجیٹل کیمرہ، سیل فون، ویڈیو کیمرہ، اور ریکارڈر شامل ہے۔ امیدوار پشتو، اردو اور انگریزی جاننے کے ساتھ ویلڈ ڈرائیونگ لائسنس کا حامل اور موٹر کار، جیپ اور موٹر سائیکل چلانا بھی جانتا ہو۔ مہلک حملے کی صورت میں حکام کو باخبر کرتے ہوئے ایکشن لینا بھی گارڈ کے فرائض میں شامل ہے۔ جبکہ مانیٹرنگ کی مکمل رپورٹ دینے کے علاوہ لوکل مظاہرین کے عزائم اور خطرناک صورتحال سے بھی حکام کو فوری آگاہ کرے گا۔

افغانستان میں اتحادی فوج کو بغیر منافع تیل بیچ رہے ہیں: سیکرٹری پٹرولیم

قومی اسمبلی کو بتایا گیا کہ افغانستان میں برسرپیکار عالمی اتحادی افواج کو پاکستان بغیر منافع کے پٹرول اور ڈیزل فروخت کر رہا ہے جمعرات (21 اگست) کے روز قومی اسمبلی میں وقفہ سوالات کے دوران پٹرولیم کے پالیمانی سیکرٹری نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ گزشتہ تین برسوں کے دوران 24 ہزار 264 ٹن پٹرول اور ایک لاکھ تین ہزار ٹین ڈیزل بغیر منافع کے فروخت کیا گیا جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ 06-2005 میں 4 ہزار 715 ٹن 07-2006 میں 12 ہزار 784 ٹن اور 08-2007 میں 6 ہزار 845 ٹن پٹرول برآمد کرنے کے ساتھ ساتھ ڈیزل کی مطلوبہ مقدار بھی بغیر منافع کے فراہم کی گئی۔ بقیہ صفحہ نمبر ۲۱ پر

ترتیب وتبصرہ: احمد مصطفیٰ

10 اگست: صرف بش کا مسئلہ نہیں۔ اس وقت پوری امریکہ حکومت مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے متحد ہے۔

امریکی انتظامیہ کے اعلیٰ عہدیداران صدر بش پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ پاکستانی حدود میں عسکریت پسندوں کے خلاف مزید جارحانہ حکمت عملی اپنائی جائے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق گذشتہ ہفتے وائٹ ہاؤس میں بش انتظامیہ میں شامل قومی سلامتی کے سنیئر عہداروں کا اہم اجلاس ہوا جس میں تجویز پیش کی گئی کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں موجود مجاہدین کے ٹھکانوں کو ختم کرنے کے لیے ایک اسپیشل فورس بھیجی جائے۔

20 اگست: القاعدہ پاکستان میں پہلے جیسی محفوظ نہیں رہی۔ رابرٹ گیٹس

امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے کہا ہے کہ القاعدہ پاکستان میں پہلے کی طرح محفوظ نہیں رہی۔ اور اب انہیں نقل وحرکت اور رابطے کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔

22 اگست: پاکستان میں ابتر صورتحال سے افغان طالبان مضبوط ہوئے۔ نیٹو فوج

نیٹو فوج کے اعلیٰ ترین کمانڈر امریکی جنرل ڈیوڈ میکیرنن نے کہا ہے کہ پاکستان کی خراب صورتحال سے افغانستان کے طالبان مضبوط ہوئے ہیں (یعنی وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ طالبان دونوں صورتوں میں مضبوط ہیں) اور اتحادی افواج کے خلاف ان کے حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں مجاہدین کی پناہ گاہیں پھیل رہی ہیں۔

نیٹو کمانڈر نے کہا کہ افغانستان کے مجاہدین کو پاکستان میں ابتر ہوتی ہوئی صورتحال سے طاقت مل رہی ہے۔ مجاہدین غیر ملکی فوجیوں پر حملوں کے لیے بڑے جتھے بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور پہلے سے زیادہ منظّم اور بہترین حملے کر رہے ہیں۔ امریکی جنرل نے مزید کہا کہ مجاہدین چیچنیا، ترکی، مشرق وسطیٰ حتیٰ کہ یورپی مما لک سے افغانستان پہنچ رہے ہیں۔

29 اگست: جنرل کیانی جانتے ہیں کہ پاکستان کے لیے کیا بہتر ہے، صورتحال کو بدترین ہونے سے روکنا امریکی مشن ہے۔ مائیکل مولن۔

بحیرہ ہند میں امریکی طیارہ بردار بحری بیڑے یو ایس ایس ابراہام لنکن پر پاکستان اور امریکہ کے فوجی سربراہان کے مابین خفیہ ملاقات ہوئی۔ جس میں فریقین نے پاکستان کی غیر یقینی صورتحال اور افغانستان میں امریکی واتحادی افواج پر بڑھتے ہوئے خوں ریز حملوں کے حوالے سے خفیہ حکمت عملی پر بات چیت کی۔ پاکستان وفد کی قیادت جنرل اشفاق پرویز کیانی اور امریکی وفد کی سربراہی ایڈمرل مائیکل مولن نے کی۔ اے پی پی اور ایشیا ٹائمز کے مطابق اس ملاقات میں پاک فوج کے باجوڑ آپریشن کی ناکامی پر اتفاق رائے پایا گیا۔ ایک امریکی عہدیدار کے مطابق یہ ملاقات ایک ماہ قبل اسلام آباد میں ہونے والی ملاقات کی نسبت دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ گذشتہ ملاقات میں مولن نے پاکستان کی جانب سے مجاہدین کے خلاف اقدامات کو ناکافی قرار دیا تھا۔ تاہم اب امریکی حکام کا کہنا ہے کہ پاکستان فوج قبائلی علاقوں میں اپنے حملوں کو موثر بنا رہی ہے۔ لیکن اب بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ پینٹا گون میں صحافیوں کو بریفنگ دیتے ہوئے مائیکل مولن نے ایک سوال کہ کیا جنرل کیانی کے اصول اور مقاصد دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ کے مقاصد سے 100 فیصد مطابقت رکھتے ہیں؟ کے جواب میں کہا کہ جنرل کیانی علاقے کے زمینی حقائق کے بارے میں بہتر معلومات رکھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ پاکستان کے لیے کیا بہتر ہے اور وہ ایسے ہی سوچتے رہیں گے۔ مولن کا کہنا تھا کہ پاک افغان سرحد پر کی جانے والی کارروائی میرے لیے حوصلہ افزا ہے لیکن یہ ایک غیر معمولی حد تک پیچیدہ مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔

لاہور میں امریکن قونصل خانے کے پرنسپل آفیسر برائن ڈی ہنٹ نے کہا ہے کہ پاکستان امریکا کا اہم دوست ملک ہے۔

تنظیم مشائخ پاکستان کے زیر اہتمام لاہور میں مشائخ کے کردار کے موضوع پر سیمی نار سے خطاب کرتے ہوئے برائن ڈی ہنٹ نے کہا کہ اسلام امن، محبت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے (لیکن ساتھ ساتھ کفار ومنافقین کے گردن مارنے کا حکم دیتا ہے)۔ سیمی نار سے صوفی مسعود احمد اور مولانا یوسف اعوان سمیت دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔

فرانسیسی صدر کی کابل میں زخمی فوجیوں کی عیادت

افغان مجاہدین کے ہاتھوں 10 فرانسیسی مردار ہونے کے بعد فرانسیسی صدر نکولس سرکوزی بدھ کی صبح کابل پہنچا۔ 2001ء میں طالبان کے سقوط کے بعد سے اب تک مجاہدین کی طرف سے کی جانے والی بڑی کارروائی میں زخمی ہونے والے 21 فوجیوں کی عیادت کی۔ نکولس نے مزید کہا کہ

افغانستان میں فرانسیسی فوجیوں کی تعیناتی برقرار رہے گی۔ ''میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ جو کام آپ کر رہے ہیں وہ بے حد ضروری ہے'' (یعنی مزید مردار ہونے کو تیار رہیں)۔

29 اگست: اتحادی فوج فاٹا کی صورتحال کو کنٹرول نہیں کرسکتی، امریکی جنرل

امریکی جنرل کا دعویٰ ہے کہ مجاہدین عراق سے پاکستان منتقل ہو رہے ہیں۔ جو نہ صرف افغانستان میں اتحادی افواج بلکہ اسلام آباد کے لیے بھی خطرہ ہیں۔

امریکی صدارتی امیدوار باراک اوباما نے مطالبہ کیا ہے افغانستان میں فوج کی تعداد بڑھائی جائے۔

21 اگست: برطانوی وزیراعظم گورڈن براؤن نے کہا ہے کہ برطانوی حکومت پاکستان کی فوج اور جنرل اشفاق کیانی کے ساتھ مکمل رابطے میں ہے۔ اور پاکستان اور افغانستان کو باہمی تعاون میں اضافہ کرنا چاہیے۔ برطانوی وزیراعظم نے یہ الزام لگایا کہ پاکستان اور افغانستان کی درمیانی سرحد مجاہدین کا مرکز بن چکی ہے۔

مذاکرات شدت پسندی کا حل نہیں۔ پاکستان کو فاٹا میں ناقابل مصالحت اور غیر ذمہ دار افراد کے ساتھ مذاکرات نہیں کرنے چاہیں۔ کنڈولیزا رائس

امریکی وزیر خارجہ نے اپنے ان زریں خیالات کا اظہار واشنگٹن کی ایک ویب سائٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ رائس کا کہنا تھا کہ پاکستان کی یہ واضح کوششیں ہیں جن پر وہ کام کر رہا ہے لیکن اگر وہ ان کے ساتھ معاملات مذاکرات کے ذریعے حل کر رہا ہے تو یہ کارگر ثابت نہیں ہوں گے۔ (کیونکہ ہمارے مطالبے اور میزائل حملے جو موجود ہیں، مذاکرات کو ناکام کرنے کے لیے)

فرانس موجودہ افغان حکومت کا ساتھ چھوڑ دے تو پاکستان تاش کے پتوں کی طرح بکھر جائے گا: فرانسیسی صدر سرکوزی

یہ بیان ظاہر کر رہا ہے کہ سروبی میں مجاہدین کے ہاتھوں اپنی فوج کی شدید درگت دیکھ کر سرکوزی کا سر گھوم گیا ہے جس کی وجہ سے وہ بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔

بقیہ: ''اک نظر ادھر بھی......!''

کابل میں تین رکنی اتحادی کمانڈ کا 23 واں اجلاس

19 اگست کو پاکستانی غلامِ امریکہ کی تبدیلی کے بعد اشفاق کیانی کابل میں تین رکنی اتحادی کمانڈ کے 23 ویں اجلاس میں شرکت کے لیے کابل پہنچا اس اجلاس میں افغانستان کی فوج کے سربراہ جنرل بسم اللہ خان اور انٹرنیشل سیکیورٹی اسسٹنس فورس (ISAF) کے کمانڈر جنرل ڈیوڈ میک کیرنان نے شرکت کی اور پاک افغان سرحد کی صورتِ حال کے بارے میں اہم فیصلے کیے اس اجلاس کے دوران ہی جنوبی وزیرستان وانا میں 20 اگست کو میزائل حملہ ہوا۔ یاد رہے کہ یہ اگست میں تیسرا میزائل حملہ تھا اس کے ساتھ ساتھ باجوڑ ایجنسی میں پاک آرمی ''گرینڈ آپریشن'' کر رہی ہے جس کے نتیجے میں پانچ لاکھ افراد باجوڑ سے ہجرت کر گئے ہیں۔

اس اجلاس میں پاک افغان سرحد پر مزید اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا گیا

(20 اگست 2008)

اتحادی افغانستان کی بجائے اپنی جنگ پاکستان قبائلی علاقوں میں لڑیں: کرزئی

افغانستان کے لیے امریکی کٹھ پتلی صدر حامد کرزئی نے کہا کہ پاکستان قبائلی علاقے دہشت گردوں کی پناہ گاہ ہیں اس لیے اتحادی افواج اپنی جنگ اُن علاقوں میں لڑیں اور افغانستان میں بم باری کر کے بے گناہ شہریوں کو قتل نہ کریں کرزئی نے آئندہ سال صدارتی انتخابات میں امیدوار بننے کا بھی اعلان کیا۔

11 اگست 2008

امریکی اور نیٹو بمباری سے صرف شہری مارے جا رہے ہیں۔ کرزئی

11 اگست کو کابل کے میئر حامد کرزئی کا اپنی پناہ گاہ یعنی صدارتی محل میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہنا تھا افغانستان کے علاقوں میں امریکی اور نیٹو کی بمباری سے صرف شہری مارے جا رہے ہیں۔ لہٰذا نیٹو اور امریکی افواج کو پاکستان میں دہشت گردی کے مراکز کو نشانہ بنانا چاہیے۔

واضح رہے اتحادی افواج آئے روز نہتے شہریوں کو شہید کرنے کے بعد ڈھٹائی سے انہیں طالبان قرار دے دیتی ہیں۔

22 اگست: پاک افغان بارڈر پر حالات کے مطابق حکمت عملی ترتیب دینی ہے۔ جنرل طارق مجید

پاک (؟) فوج کے جنرل طارق مجید نے کہا ہے کہ پاک افغان بارڈر پر وہاں کے مقامی حالات کے مطابق حکمت عملی ترتیب دے کر جہاد اور مجاہدین کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ جوائنٹ اسٹاف ہیڈکوارٹر راولپنڈی میں امریکہ کی اسپیشل کمانڈ آپریشن کے کمانڈر ایڈمرل ایرک ٹی اولسن سے ملاقات میں جنرل طارق نے کہا کہ شورش زدہ قبائلی علاقوں کے عوام کا افغان سرحد کے لوگوں سے قریبی تعلق ہے۔

اگست ۲۰۰۸: خراسان کے گرم محاذوں سے

تخریج وترتیب: عمر فاروق

02 اگست۔

- صوبہ خوست میں مجاہدین کی جانب سے سڑک کنارے نصب کردہ بم سے ٹکرا کر نیٹو فوج کی گاڑی تباہ نیٹو کے **4** فوجی موقع پر ہلاک

04 اگست۔

- القاعدہ کے اہم راہنما مدحت مصری المعروف شیخ ابو خباب المصری امریکی حملے میں شہید ہو گئے۔ مصر میں القاعدہ کی ویب سائٹ پر جاری ہونے والے افغانستان میں القاعدہ کے راہنما شیخ مصطفی ابو یزید کے بیان میں شیخ ابو خباب کی شہادت کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ وہ 28 جولائی کو جنوبی وزیرستان میں ہونے والے میزائل حملے میں شہید ہوئے۔ شیخ ابو خباب بارود اور کیمیائی ہتھیار بنانے کے ماہر تھے اوران کے سینکڑوں شاگرد طاغوتی طاقتوں کے خلاف دنیا بھر میں برسر پیکار ہیں۔

05 اگست۔

- صوبہ غزنی میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں **4** افغان پولیس اہلکار ہلاک اور 7 زخمی ہوگئے۔

07 اگست۔

- صوبہ فراح میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں امریکی فوجی ہلاک

08 اگست۔

- صوبہ قندھار میں فراح جانے والے نیٹو فورسز کے قافلے پر مجاہدین کا راکٹوں سے حملہ **4** نیٹو اہلکار ہلاک اور 5 ٹرالر تباہ ہو گئے۔ طالبان ترجمان قاری یوسف احمدی نے واقع کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں نیٹو افواج کے لاجسٹک قافلوں پر مزید حملے کیے جائیں گے۔

09 اگست۔

- صوبہ قندھار کے ضلع ظہری میں طالبان مجاہدین اور اتحادی فوج کے مابین شدید جھڑپ میں **6** اتحادی فوجی زخمی ہوگئے۔
- مغربی افغانستان میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں ایک اتحادی فوجی ہلاک ہوگیا۔ اتحادی فوج کے ترجمان کی جانب سے ہلاک شدہ فوجی کی جائے ہلاکت اور قومیت نہیں بتائی گئی۔

10 اگست۔

- صوبہ ارزگان میں بم دھماکے میں ایک اتحادی فوجی ہلاک۔
- صوبہ فراح میں افغان پولیس کا نوائے اور اتحادی فورسز پر مجاہدین کا حملہ **5** پولیس اہلکار موقع پر ہلاک اور متعدد زخمی

11 اگست۔

- صوبہ پروان کے علاقے جبل السراج کے قریب افغان فوج کے مرکز پر مجاہدین کا میزائل حملہ۔
- صوبہ لوگر میں برکی ران جان چیک پوسٹ پر مجاہدین کا قبضہ۔ **4** افغان فوجی ہلاک۔
- صوبہ وردگ کے علاقے سالورو میں بھی ایک چیک پوسٹ پر مجاہدین کے قبضے کی کاروائی کے دوران **5** فوجی ہلاک۔
- صوبہ وردگ ہی کے علاقے مدرو کلے میں افغان فوج کی گاڑی بم دھماکے سے اُڑا دی گئی جس میں سوار متعدد اہلکار ہلاک ہوگئے۔
- صوبہ ننگرہار کے ضلع اخوبیالو میں امریکی فوج کا ٹینک دھماکے سے اُڑا دیا گیا۔ **5** امریکی فوجی جہنم رسید ہوئے۔
- صوبہ کاپیسا میں نیٹو طیاروں کی بمباری سے **11** شہری شہید ہو گئے کاپیسا کے نائب گورنر نے شہریوں کی شہادتوں کی تصدیق کی ہے۔

12 اگست۔

- صوبہ فاریاب میں سڑک کنارے نصب بم حملے میں **2** نیٹو فوجی زخمی
- قندھار میں پولیس کی گاڑی پر بم سے حملہ **3** افغان پولیس اہلکار ہلاک اور 4 زخمی ہوگئے۔
- صوبہ زابل کے علاقے جلدک میں طالبان مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ **6** افغان اہلکار ہلاک۔

13 اگست۔

- فرانسیسی فوج اور مجاہدین کے مابین جھڑپ میں **2** فرانسیسی فوجی ہلاک اور دو زخمی ہو گئے۔

14 اگست۔

- جنوبی وزیرستان میں وانا سے تقریباً چالیس کلومیٹر دور باغڑ میں افغان سرحد کے قریب میزائل حملے میں **11** مجاہدین شہید میزائل حملے کے بعد پاکستانی ہیلی کاپٹر رات بھر علاقے میں گشت کرتے رہے۔
- صوبہ ہلمند میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں **5** پولیس اہلکار ہلاک اور **4** زخمی
- شمالی افغانستان میں طالبان مجاہدین کے حملے میں نیٹو فوجی ہلاک
- ضلع پنجوائی میں مجاہدین کے راکٹ حملے میں کینیڈین فوجی ہلاک
- صوبہ فریاب کے دارالحکومت میمنہ میں سڑک کنارے نصب بم پھٹنے سے لیتھوین فوجی ہلاک اور 2 ناروے کے فوجی زخمی ہو گئے۔
- صوبہ فرح میں سڑک کنارے نصب بم کے پھٹنے سے **5** پولیس اہلکار ہلاک اور 4 زخمی
- صوبہ لوگر میں امریکی این جی او کے 4 غیر ملکی انجینئر اپنے افغان ڈرائیور سمیت فائرنگ سے ہلاک طالبان ترجمان نے حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے بتایا کہ ہلاک ہونے والے جاسوس تھے۔

15 اگست۔

- جنوبی افغانستان میں مجاہدین کے حملے میں **3** نیٹو فوجی اور **21** افغان پولیس اہلکار ہلاک۔ ہلاکتیں بم دھماکے سے ہوئیں جس میں متعدد نیٹو فوجی زخمی بھی ہوئے اور ان کی گاڑی مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔
- قندھار کے ضلع غورک میں طالبان کے حملے میں **6** پولیس اہلکار ہلاک اور 10 زخمی ہو گئے۔
- ضلع نادعلی میں مجاہدین نے پولیس کو مار بھگانے کے بعد سرکاری عمارتوں پر قبضہ کر کے نذر آتش کر دیا۔

16 اگست۔

- مشرقی افغانستان میں مجاہدین کے حملے میں **2** اتحادی فوجی ہلاک۔
- صوبہ ہلمند میں طالبان مجاہدین کے بم حملے میں **4** پولیس اہلکار ہلاک اور 5 زخمی ہو گئے۔

17 اگست۔

- جنوبی افغانستان میں نیٹو کے گشتی دستے پر مجاہدین کے حملے میں **2** اتحادی فوجی مارے گئے۔ نیٹو ترجمان نے واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے لڑائی کا مقام اور فوجیوں کی شہریت نہیں بتائی۔
- صوبہ غزنی کے ضلع نوا پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ پولیس اور حکومتی عملہ علاقہ چھوڑ کر فرار۔
- صوبہ ہلمند میں افغان پولیس کی پٹرولنگ پارٹی پر حملہ۔ **4** اہلکار ہلاک اور 5 زخمی

18 اگست۔

قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں **10** افغان پولیس اہلکار ہلاک۔

- صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں مجاہدین کے حملے **5** پولیس اہلکار ہلاک۔
- مشرقی افغانستان میں نیٹو گاڑی پر بم حملے میں ایک نیٹو فوجی ہلاک

19 اگست۔

- صوبہ خوست میں قائم امریکی بیس کیمپ پر فدائی حملہ۔
- جنوبی افغانستان میں مجاہدین کے حملے میں ایک برطانوی فوجی ہلاک۔

20 اگست۔

- صلیبی افواج پر ایک اور کاری ضرب۔ ضلع سروبی میں مجاہدین نے فرانسیسی افواج پر شدید حملہ کر کے **10** سے زائد فرانسیسی فوجی جہنم رسید کر دے۔ نیٹو حکام نے 10 ہلاکتوں کا اعتراف کر لیا۔ جبکہ فرانسیسی صدر سرکوزی اپنے مردہ فوجیوں کا ماتم کرنے اور بچ جانے والوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے افغانستان پہنچ گیا اور مردہ خانے میں اپنے سورماؤں کی زیارت اور ہسپتال میں اپنے 21 زخمیوں کی عیادت کی۔

21 اگست۔

- مجاہدین کا فوجی اڈے پر حملے میں 20 امریکیوں کو ہلاک کرنے کا دعویٰ۔
- جنوبی وزیرستان میں ایک اور میزائل حملہ۔ 8 افراد کی شہادت کی اطلاع مقامی باشندوں کے مطابق حملہ کے وقت فضا میں جاسوس طیارہ بھی گردش کر رہا تھا۔ اطلاعات کے مطابق میزائل افغانستان کے علاقے پکتیکا سے داغ گئے تھے۔

22 اگست۔

- مجاہدین کا برطانوی وزیر اعظم گورڈن براؤن کو کابل آمد پر 6 نیٹو فوجیوں کی لاشوں کا تحفہ۔

تفصیلات کے مطابق غزنی میں سڑک کنارے نصب بم کے دھماکے میں نیٹو کی فوجی گاڑی تباہ اور 3 فوجی ہلاک ہو گئے۔ صوبہ قندھار کے علاقے زیڑی میں کینیڈین فوج کی گاڑی بم دھماکے سے تباہ 3 فوجی ہلاک اور ایک زخمی۔

23 اگست۔

- نیٹو فوج کے ترجمان نے 2 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا جن کی

شہریت اور جائے ہلاکت کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔

- مجاہدین کے حملوں سے زخم خوردہ اتحادیوں نے نہتے شہریوں کو شہید کرنے کا سلسلہ اس ماہ بھی جاری رکھا صوبہ ہرات میں اتحادی طیاروں کی بمباری سے 90 سے زائد شہری شہید ہو گئے جن میں 50 بچے اور 19 خواتین بھی شامل ہیں۔ افغان وزارت داخلہ کے مطابق گزشتہ سات سالوں میں نہتے شہریوں کی شہادت کا یہ سب سے بڑا واقعہ ہے۔
- صوبہ ارزگان میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں 3 افغان پولیس اہلکار ہلاک ہو گئے ہیں۔

25 اگست۔

- مجاہدین نے صوبہ کنڑ میں نیٹو کا ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ نیٹو ترجمان نے ہیلی کاپٹر تباہ ہونے اور اس میں جانی نقصان کی تصدیق کی ہے تاہم کہا ہے کہ ہیلی کاپٹر حادثے کا شکار ہوا۔ دوسری جانب طالبان ترجمان نے دعویٰ کیا ہے کہ ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے مار گرایا ہے بعض اطلاعات کے مطابق ایک فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوئے۔

26 اگست۔

- صوبہ ہلمند میں سڑک کنارے نصب بم دھماکے میں ڈنمارک کا فوجی ہلاک

27 اگست۔

- قندوز میں مجاہدین کے حملے میں نیٹو کا ایک جرمن فوجی ہلاک اور تین زخمی ہو گئے۔
- صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں اتحادی فوج اور طالبان مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپ اتحادی فوج نے فضائی مدد طلب کر لی۔
- غزنی میں افغان پولیس کی گاری سڑک کنارے نصب بم دھماکے میں تباہ۔ 4 اہلکار ہلاک

29 اگست۔

- صوبہ غزنی کے ضلع کلر میں افغان فوج کا کمانڈر اپنے 5 محافظوں سمیت بارودی سرنگ حملے میں ہلاک

31 اگست۔

- ماہ اگست میں جنوبی وزیرستان میں چوتھا میزائل حملہ۔ 6 مجاہدین کی شہادت کی اطلاع۔ عینی شاہدین کے مطابق میزائل سرحد پار افغانستان سے داغا گیا۔ جبکہ حملے کے وقت فضا میں ڈرون طیارے بھی گردش کر رہے تھے۔

﴿ کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ پھر جب انہیں قتال کا حکم دیا گیا تو اسی وقت ان کی ایک جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے لگی جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیے، بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور وہ کہنے لگے: اے ہمارے ربّ! تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا؟ کیوں نہ ہمیں ابھی اور مہلت دی؟ ان سے کہو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور پرہیزگاروں کے لیے تو آخرت ہی بہتر ہے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ستم روا نہ رکھا جائے گا۔ رہی موت، تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آ کر رہے گی، خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔ (سورۃ النسآء:۷۷،۷۸) ﴾